[illegible]

[illegible]

[illegible]

از تصانیف بحر علوم المعقول جامع فنون المنقول مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی ادام فیضه [illegible]

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لمن خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن طبقات والصلوة علی خاتم الانبیاء افضل المخلوقات وعلی آله وصحبه ذوی الآیات البینات
امابعد کہتا ہے فقیر سراپا تقصیر ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی ابن مولانا محمد عبد الحلیم ادخله الله جنة النعیم کہ عرصہ
دو تین سال سے اثر ابن عباس آدم کآدمکم الخ مین درمیان علمای زمان کے منازعت واقع ہوئی ایک طائفہ نے افراط اور دوسرے
طائفہ تفریط پر مائل ہوئی ایک جماعت نے ابطال حدیث مذکور مین سعی بلیغ فرمائی دوسری جماعت سے اوسکے بیان معنی مین تحریف ہونے لگی
نوبت یہانتک پہونچی کہ صداء کفر بطرفین سے اوٹھی اور یہ طریقہ مستمرہ علمای زمان کا ہے کہ جس مسئلہ مین منازعت کرتے ہین اگرچہ وہ
مسئلہ لائق تفسیق نہو اوسمین ایک دوسرے پر آوازہ کفر کرتا ہے اجماع اسلامی کے افتراق کا کچھ خیال نہین کرتا ہے اور قبل اسکے
فقیر نے اس باب مین ایک تحریر کی تھی اوسمین صحت حدیث و اثبات تعدد طبقات و وجود انبیاء و مخلوقات و وجود آدم
وغیرہ و نفی مماثلت محمدیہ کے تقریر کی تھی بالتفصیل ایک رسالہ مسمی بکشف الالتباس عن اثر ابن عباس نظر سے گذرا اوسکے دیکھنے سے کمال تحیر
ہوا کہ اوسکے مؤلف نے میری تحریر پر خدشات کیے اور علمای ہندوستان پر الزام عدم مہارت علم حدیث کرنے لگے اور یہ نہ سمجھے کہ یہ الزام
خود بدولت پر عاید ہے بحکم حضرت والا اوستاد ہی بنظر احقاق حق کے اوسکے جواب مین ایک رسالہ لکھتا ہون نام اسکا دافع الوسواس
فی اثر ابن عباس رکھتا ہون اولا ان وجوہ کا جواب ارباب تفریط نے واسطے عدم مقبولیت حدیث کی اپنی تحریرات مین
قائم کین ہین دفع کیا جاتا ہے پس ان اعتراضات معترض کے کلام کا تعاقب ہوتا ہے اور اثناء کلام مین ارباب افراط کی تحریف کا ابطال
ہوتا ہے اور غرض مجکو اس تحریر سے تعصب نفسانیت نہین بلکہ فقط احقاق حق ولوکره المعترضون و ابطال باطل ولوکره المجرمون
ناظرین با انصاف سے امید یہ ہے کہ میری تحریرات کو بغور ملاحظہ کرین اور جو امر انکی راے مین محل تردد معلوم ہو اوسکو مجھسے استفسار کرین
نہ ویسا کہ شان جہلا کی ہے کہ جسکی تحریر اپنے خلاف دیکھتے ہین بغیر سمجھے بوجھے رد لکھنے پر مستعد ہوتے ہین اور اپنی نفسانیت کو
پیرایہ اظہار حق مین پوشیدہ کر کے اپنا مبلغ استعداد ظاہر کرتے ہین و علی الله التوکل و به الاعتماد و منه التوفیق الی طریق السداد
تمہید جاننا چاہیے کہ اثر ابن عباس صحیح السند ہے روایت اوسکی متمم ہے و تفسیر اوسکا مستوی ہے حقیقت مین مرفوع حکمی ہے شذوذ و اعلال
و اجمال وغیرہ اوسکی صحت مین قادح نہین مضمون اوسکا معارض و مخالف قرآن و حدیث و اجماع نہین اوسکی تاویل کرنی اور
خواہ مخواہ معنی حقیقی کو چھوڑکر معنی مجازی لینے کی حاجت نہین ظاہر معنی پر حمل کرنے مین کسیطرح کی قباحت نہین احادیث متعددہ سے
ثبوت سات طبقہ زمین کا اور ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ تک پانسو برس کی مسافت کا ہے قول ارباب ہیئت کا کہ زمین ایک طبقہ متصل ہے
اور درمیان ہر ایک کے ہوا اور اون طبقات مین کوئی مخلوق نہین مردود بلادلیل ہے تعیین مخلوقات طبقات تحتانیہ مین کوئی حدیث صریح وارد
نہین علما کا اسمین اختلاف ہے بعض نے تخصیص کی ہے حواشی تفسیر بیضاوی مین اور سید شریف جرجانی کی شرح مواقف مین ابن حجر کے

شرح احادیث مختصر صحیح بخاری مین علما اوسکا حق جلشانہ کیطرف محول کیا اور بعضون نے مثل حلبی وشبلی و زرقانی و قسطلانی وغیرہ کی بمقتضاے
بعض اخبار کی طبقات تحتانیہ کو مسکن جن تجویز کیا اور بعضون نے مثل صاحب بدائع الدہور وغیرہ کی ہر طبقہ مین کہ صنف جدید کی سکونت کا
حکم نقل کیا اور ظاہر عبارات بعض مفسرین سے مثل بغوی و محلی کے طبقات تحتانیہ مین نبوت معلوم ہوتی ہے اثر ابن عباس کی تصدیق ہوتی ہے اور
اثر ابن عباس سے جیسا مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ہرگز ثابت نہین جو اسکا مدعی ہو قول اوسکا باطل ہے معتقد مثل محمدی مخالف اہل اسلام
و جاہل ہے بیرا اہل اسلام آنحضرت کی ذات افضل المخلوقات واکرم الممکنات ہے کسی مخلوق کی شرکت آپکی صفات کمالیہ مختصہ مین از قبیل ممتنعات
ہے اور ظاہر اثر ابن عباس سے طبقات تحتانیہ مین مکلفین کا ہونا اور اونپر انبیا کا مبعوث ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ جس طرح
ہے اس طبقہ مین سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت یہانکی سکان کے تیار ہوا اسیطرح ہر ایک طبقہ مین ایک ایک سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت
وہانکے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ نقلیہ لاتناہی سلسلہ کے باطل ہے لاجرم ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے
ساتھ تشبیہ پا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ کیا گیا بنا بر علیہ اواخر سلاسل تحتانیہ پر اطلاق خواتم کا منکر
نہین مع ہذا انکی خاتمیت خاتمیت حقیقیہ محمدیہ مین مضر نہین اسواسطے کہ بر تقدیر وجود انبیا طبقات تحتانیہ مین مع اواخر سلاسل تحتانیہ
مین تین احتمال ہین ایک یہ کہ وہ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئے ہون دوسرے یہ کہ مقدم ہوئے ہون تیسرے یہ کہ
معاصر ہوئے ہون احتمال اول بنصوص متعددہ باطل ہے اور بر تقدیر ثانی آنحضرت کی خاتمیت عامہ مین کچھ شبہہ نہین اور بر تقدیر ثالث
دو احتمال ہین ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص ساتھ اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ مین جو ان آئے ہین انہین کی رسالت آئی
ور ہر ایک انمین کا صاحب شرع جدید ہو دوسرے یہ کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی انمین کا صاحب شرع جدید
ہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام ہو اور ختم آپکا بنسبت جملہ انبیا جملہ طبقات کی حقیقی ہو اور ختم ہر ایک اواخر سلاسل تحتانیہ کا نسبت اوسی
ہی سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بسبب منع نصوص بعثت محمدیہ مثل آیہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین و آیہ لیکون للعالمین نذیرا و حدیث
بعثت الی الخلق کافۃ وغیرہ کی کہ صاف صاف آنحضرت کی عموم بعثت پر دال ہین اور کسی زمان یا مکان کے ساتھ مقید نہین ہین باطل ہے اور یہ کہنا کہ لفظ
عالمین یا خلق سے فقط اسی طبقہ کی مخلوق ہے نہ کل طبقات کی قول باطل و بلا دلیل ہے اسوجہ سے کہ کوئی نص اس تخصیص پر دلالت نہین کرتی ہے
و مجرد عقل سے تخصیص نصوص عامہ کی نہین ہو سکتی ہے ہان اگر کوئی نص قوی صاف اسپر دلالت کرے کہ آنحضرت کی بعثت خاص ساتھ اسی طبقہ
کے ہے البتہ اسوقت نصوص عامہ کی تخصیص کا حکم دے سکتے ہین اور بغیر تخصیص شرعی کے مجرد احتمال عقل سے تخصیص بمجرد احتمال نہین کر سکتے ہین
اور علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہین کہ آنحضرت کی عصر مین کوئی نبی صاحب شرع جدید نہین ہو سکتا اور نبوت آپکی تمام مکلفین کو
شامل ہے اور جو نبی آپکے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا پس بر تقدیر بعثت محمدیہ عام ہے اور خاتمیت محمدیہ حقیقی ہے تماثل حاصل
ہے الحاصل حدیث ابن عباس کو صحیح و معتبر سمجھنا چاہیے اور جو کچھ اسکے ظاہر سے ثابت ہے بغیر چون و چرا کے اوسکو تسلیم کرنا چاہیے
قبل ... احتمال ... تخصیص بعثت احمدیہ کی ... باطل ... کرنا چاہیے نہ یہ کہ حدیث کو باطل ٹھہراوین ... الا ... اللہ
کیا اور نہ یہ کہ ... احتمال ... ثابت کرین یا نصوص ... خاص ... کیا یہ
علاء ... اور ... باطل ... الا المعتقد

ملہ اگر کوئی کہے کہ جب ہر طبقہ مین خاتم ہوئے تو بعثت ہمارے حضرت کی عام نہو گی تو جواب اسکا یہ ہے کہ ہر طبقہ کا آخر خاتم بایں معنی ہے کہ بعد اسکے اوس طبقہ مین کوئی نبی نہین اگرچہ ... کے ... نہین آ

ابن عباس صحاح ستہ مین مروی نہین ہے اسوجہ سے اوسکی صحت پر اعتبار کلی نہین ہے **اقول** احادیث صحیحہ کا انحصار صحاح ستہ
مین نہین ہے اور تصحیح ارباب صحاح ستہ پر منحصر نہین ہے بلکہ جو حدیث کہ خارج صحاح ستہ مروی ہو اور اوسپر کوئی حافظ معتمد صحت
یا حسن کا حکم دیوے اوسکو صحیح یا حسن سمجھنا چاہیے قاضی بدر الدین بن جماعہ مختصر مین لکھتے ہین لم یستوعب البخاری ومسلم فی کتابیہما
کل الصحیح قال البخاری ما ادخلت فی کتابی الجامع الا ما صح وترکت من الصحاح لحال الطول وقال مسلم لیس کل ما صح عندی وضعتہ ههنا انما
وضعت ما اجمعوا علیه ثم قیل لم یفتهما الا قلیل وقیل بل فاتهما کثیر منه وانما الفیت الاصول الخمسة منه الا القلیل وفیما صح وذکر بالاصول الخمسة
کتاب البخاری ومسلم وابی داود والترمذی والنسائی ویعرف الزائد علیهما بالنص علی صحته من امام معتمد فی السنن المعتمدة لا بمجرد وجوده فیها
الا لمن شرط الاقتصار فیها علی الصحیح ککتاب ابن خزیمة وابی بکر البرقانی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ عوام مین جو مشہور ہے کہ جو حدیث صحیح ہے وہ صحاح
مین موجود ہے محض غلط ہے بلکہ ہر حدیث جو شرائط صحت جمع ہو خواہ صحاح ستہ مین ہو یا غیر صحاح ستہ مین ہو **قال البعض**
تفسیر قرآن کا ابن عباس سے منقول ہے اکثر پر اعتبار کلی نہین ہے اور سند اوسکی مخدوش مقدوح ہے پس یہ قول ابن عباس کا جو تفسیر آیۃ
ومن الارض مثلهن مین واقع ہے غیر معتبر ہے **اقول** تفسیر ابن عباس کے جملہ طرق مقدوح نہین بلکہ بعض طرق مثل طریق کلبی
وغیرہ کے جیسا کہ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن مین تفصیل کر دیا ہے اور یہ اثر جسمین ہے سند قوی ہے اور ارباب تصحیح نے
اوسکی تصحیح کی ہے پس اوسکی عدم اعتبار کی کیا وجہ ہے **قال البعض** اثر ابن عباس اخبار آحاد سے ہے اور خبر آحاد باب اعتقادات مین مقبول
نہین **اقول** اگر مراد یہ ہے کہ خبر آحاد مفید یقین نہین ہے تو درست ہے لیکن کچھ مضر نہین اسوجہ سے کہ حکم وجود انبیا کا طبقات
تحتانیہ مین بشہادت اس اثر کے بطور قطع و یقین کے نہین کیا جاتا ہے یہانتک کہ منکر اوسکا کافر ہو جاوے بلکہ بطور ظن کے
ہے اسکو ایمان اجمالی جمیع انبیا کے ساتھ ضروری ہے تفصیل انبیا مین یقین ضرور نہین اس باب مین نکان(?) کی نفی ہے بلکہ منکر نفس طبقات
ارض نہین ہے جیسا کہ خفاجی محشی بیضاوی لکھتے ہین قولہ فی العدد اشارۃ الی الارض کالسماء سبع طبقات متفاصلة هو المعروف
فی الاحادیث الصحیحة وقیل هی الاقالیم السبعة ولیست هذه المسئلة من ضروریات الدین حتی یکفر من انکرها او تردد فیها والذی نعتقده انها طبقات

[illegible]

ابن عباس بیہقی اور حاکم نیشاپوری(?) نے ... سے اخراج کر کے صحیح کہا اور ابن حجر نے فتح الباری مین بیہقی کے قول کو نقل کر کے
ثابت کیا اور علامہ زرقانی رسالہ اجوبۃ الائمہ مین لکھتے ہین السؤال الخامس والسادس والاربعون هل الارض سبع طبقات
او ارض واحدة(?) ... قال الله تعالی ومن الارض مثلهن وقال فی آیة اخری الم تروا کیف خلق الله سبع سموات طباقا
ان طباقا فی الآیة الاولی مراد وان لم یذکر فیکون المثلیة فی الارض کذلک قال ابن حجر ویدل له ما رواه ابن جریر عن

واد لسبع ارضين في كل ارض آدم كآدمكم ونوح كنوحكم وابراهيم كابراهيمكم وعيسى كعيساكم ونبي كنبيكم قال البيهقي اسناده صحيح الا انه
شاذ بمرة انتهى اور سیوطی نے بھی در منثور میں بیہقی کی تصحیح کو نقل کر کے سکوت کیا عبارت اونکی یہ ہے اخرج ابن ابی حاتم
والحاكم وصححه والبيهقي في شعب الايمان وفي كتاب الاسماء والصفات من طريق ابي الضحى عن ابن عباس سبع ارضين في
كل ارض نبي كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوحكم وابراهيم كابراهيمكم وعيسى كعيسى قال البيهقي اسناده صحيح لكنه شاذ بمرة لا اعلم
لابي الضحى متابعا عليه انتهت اور مستدرک حاکم میں ہے حدثنا احمد بن يعقوب الثقفي حدثنا عبيد بن
غنام حدثنا علي بن حكيم حدثنا شريك عن عطاء عن ابي الضحى عن ابن عباس في قوله تعالى ومن الارض مثلهن قال سبع
ارضين في كل ارض نبي كنبيكم وآدم كآدمكم ونوح كنوح وابراهيم كابراهيم وعيسى كعيسى هذا حديث صحيح الاسناد انتهى اور ذہبی نے
اس طریق پر حکم حسن کا دیا چنانچہ بدر الدین شبلی آکام المرجان میں بعد نقل عبارت حاکم کے لکھتے ہیں قال شيخنا الذهبي
اسناده حسن انتهى دوسرا طریق عن شعبة عن عمرو بن مرة عن ابي الضحى عن ابن عباس حاکم نے اس طریق سے اخراج کر کے
حکم صحت کا دیا عبارت اونکی یہ ہے حدثنا عبد الله حدثنا ابراهيم بن الحسين حدثنا آدم حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابي الضحى
عن ابن عباس قال في كل ارض نحو ابراهيم هذا حديث على شرط البخاري ومسلم انتهى اور ذہبی نے بھی اونکی موافقت کی چنانچہ
شبلی لکھتے ہیں قال شيخنا الذهبي هذا حديث على شرط البخاري ومسلم انتهى ہرگاہ تصریح بیہقی وحاکم وذہبی وسکوت واقرار
ابن حجر وسیوطی وشبلی اس حدیث کی وثاقت ثابت ہو گئی اسکی قابل استناد ہونے میں کیا گفتگو ہے قال المعترض
منجملہ رواۃ اس اثر کے عطاء بن السائب ہیں اور اونکو زمرۂ مختلطین میں شمار کیا ہے اور روایت راوی مختلط کی قابل
احتجاج نہیں اقول محدثین کے نزدیک قاعدہ مقرر ہے کہ جو شیخ مختلط ہو جاوے یعنے بسبب کبر سن وغیرہ کے اوسکی حفظ میں فتور
واقع ہو جاوے اوسکی تلامذہ کی روایتیں جنہوں نے حالت اختلاط میں تلمذ کیا ہے مقبول نہیں اور جو تلامذہ قبل الاختلاط کے
ہوں اونکی روایتیں مقبول ہیں جیسا کہ شروح الفیہ وغیرہ میں بشرح وبسط مذکور ہے اور یہاں نحن فیہ میں عطاء سے راوی شریک
ہے اور وہ عطاء کے تلامذہ متقدمین میں سے ہے پس اختلاط عطاء کا کیا ضرر کریگا حافظ عبد العظیم منذری کتاب الترغیب میں
لکھتے ہیں عطاء بن السائب الثقفي قال احمد ثقة ورجل صالح من سمع منه قديما كان صحيحا ومن سمع منه حديثا لم يكن بشيء وروى
شعبة والثوري وحماد بن زيد عنه جيدة انتهى اور تہذیب میں ہے ومن سمع منه قديما قبل ان يتغير شعبة وشريك وحماد انتهى اگرچہ
شبہہ ہے کہ یحیی بن معین نے کہا ہے کہ عطاء کی سب تلامذہ حالت اختلاط کے ہیں مگر سفیان وشعبہ جیسا کہ تہذیب میں
میں لکھا ہے قال يحيى بن معين جميع من روى عن عطاء روى عنه في الاختلاط الا شعبة وسفيان تو اوسکا جواب یہ ہے کہ قول
یحیی کا بسبب اونکی تتبع کے ہے اور سوا اونکی اور محدثین چند تلامذہ عطاء کے لکھتے ہیں کہ اونہوں نے قبل حالت اختلاط کے روایت کی مثل
زہیر وزائدہ وحماد بن زید وایوب وغیرہ چنانچہ تفصیل اسکی حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری اور تہذیب التہذیب میں ذکر
کی ہے اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ شریک تلامذہ عطاء متقدمین سے نہیں تو بھی کچھ مضر نہیں اسوجہ سے کہ شاہد اس طریق کی
سند ابن جریر وغیرہ موجود ہے اور بسبب کثرت طرق کے روایت کو قوت ہو جاتی ہے قال المعترض ابن ... حاشیہ ...

جوامع میں نقل کیا ہے اما النقل عن ابن عباس ان فی کل ارض آدم الخ فہو من روایۃ الواقدی الکذاب الوضاع للحدیث انتہی اقول طرق میں
حدیث کی جو ابن جریر و بیہقی وغیرہ نے نقل کیے ہیں ان میں کہیں واقدی کا نشان نہیں ہے اگر بالفرض کسی طریق میں واقدی ہو تو کچھ ضرر
نہیں کیونکہ دو طریق اسکے مستند میں سالم ہیں واقدی کو اگرچہ ایک طائفہ محدثین نے مقدوح کیا ہے لیکن ایک جماعت نے
مثل یعقوب بن ابی شیبہ ابوبکر صاغانی دراوردی مصعب زبیری یزید بن ہارون وغیرہم نے اسکی توثیق کی ہے جیسا کہ شیخ الاسلام
فتح الدین محمد ابن سید الناس نے اپنی کتاب عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر میں اسکی تفصیل کی ہے اور میں نے شرح وقایہ پر جو
سعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ ہے اسکو بتفصیل تمام درج کیا ہے من شاء فلیرجع الیہ **قال البعض** شوکانی نے فوائد مجموعہ میں احادیث
موضوعات میں شمار کیا عبارت اسکی یہ ہے اخرجہ الحاکم فی المستدرک قال صحیح علی شرط الشیخین وتعقبہ الذہبی فقال بل موضوع
ورواہ الحاکم فی المستدرک من حدیث علی قال صحیح الاسناد وتعقبہ الذہبی بان فی اسنادہ حکیم بن جبیر ضعیف وعبد اللہ بن بکیر منکر
انتہی **اقول** اس قائل نے شاید بتابعت کسی کذاب کے ایسی ہی کی ہے یا واسطے فریب دہی عوام کی ایسے نقیر کی فوائد مجموعہ کو میں نے اول
تا آخر لفظاً بلفظ معائنہ کیا اصلاً اس حدیث کا ذکر نہ دیکھا اور عبارت منقولہ فوائد مجموعہ میں نص ان دو حدیثوں کے مکتوب ہے باب
مناقب اہل البیت میں ہے قول علی انا الصدیق الاکبر انا عبد اللہ واخو رسولہ لا یقولہا بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین
رواہ النسائی فی الخصائص وفی اسنادہ عباد بن عبد اللہ الاسدی وہو المتہم بوضعہ وقال ابن المدینی ضعیف الحدیث وذکرہ ابن
حبان فی الثقات قال فی المیزان ہذا الحدیث کذب علی علی وقد اخرجہ الحاکم فی المستدرک قال صحیح علی شرط الشیخین وتعقبہ الذہبی بان
عبادا ضعیفا انتہی اور بعد دو ورق کے مرقوم ہے حدیث انہ قال رسول اللہ لعلی حین خرج الی غزوۃ تبوک یتخلف علیہا بالمدینۃ وقال
مع النساء والصبیان فقال لہ ان المدینۃ لا تصلح الا بی او بک وانت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی رواہ ابن حبان عن سعد قال
باطل وفی اسنادہ حفص بن عمر کذاب ورواہ الحاکم فی المستدرک من حدیث علی قال صحیح الاسناد وتعقبہ الذہبی بان فی اسنادہ حکیم بن جبیر وہو
ضعیف وعبد اللہ بن بکیر الغنوی وہو منکر الحدیث انتہی **قال البعض** اثر مذکور معارض مفہوم حدیث مرفوع ہے جسکو شوکانی نے فتح القدیر
میں زیر آیہ کریمہ وما تحت الثری تحریر فرمایا ہے اخرج ابو یعلی عن جابر ان رسول اللہ سئل ما تحت الارض قال الماء قیل ما تحت الماء قال ظلمۃ
قیل ما تحت الظلمۃ قال الہواء قیل ما تحت الہواء قال الثری قیل ما تحت الثری قال انقطع علم المخلوقین عند علم الخالق اس حدیث
سے صاف ظاہر ہے کہ ماورائے تحت الثری کا علم کسی مخلوق کو نہیں ہے تاآنکہ آنحضرت نے بھی زیادہ اس سے بیان نہیں کیا پس اثبات وجود
آدم وخواتم ہر طبقہ زمین میں صریح مخالف اسکی ہے **اقول** بعد تسلیم صحت سند وقوت روایت اس حدیث کی اور اثر مذکور کو نہیں
ہرگز مخالفت نہیں ہے کیونکہ اثر مذکور میں خبر وجود سات طبقات زمین کی اور وجود انبیاء کے ان طبقات میں ہے اور حدیث اسکی
تفصیل سے ساکت ہے اور ماورائے تحت الثری کا علم نہ ہونا جو اس حدیث سے مستفاد ہے منافی اثبات طبقات کے نہیں ہے کیونکہ ثری ساتوں
زمین کے نیچے ہے بغوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں قال ابن عباس ان الارضین علی ظہر النون والنون علی بحر والبحر علی صخرۃ خضراء و
علی قرن ثور والثور علی الثری وما تحت الثری لا یعلمہ الا اللہ انتہی اور محمد بن ابی بکر رازی جواہر القرآن میں تحریر کرتے ہیں الثری
التراب الندی ای تحت التراب الیابس ومنہ قولہ تعالی وما تحت الثری المراد منہ تحت الارض السابعۃ انتہی اور منثور میں زیر آیہ

ومن الارض مثلہن مرقوم ہی اخرج ابن المنذر عن ابن جریج قال بلغنی ان عرض کل ارض مسیرۃ خمسمائۃ عام اخبرنا ان الارض
السابعۃ فوق الثری انتہی اور احمد بن عبد اللطیف البشبیشی رسالہ التحفۃ السنیۃ فی اجوبۃ الاسئلۃ المرضیۃ مین لکہتے ہین
اخرج ابن ابی حاتم عن کعب انہ سئل ما تحت ہذہ الارض قال الماء قیل وما تحت الماء قال الارض حتی عد سبع ارضین قیل وما تحت
السابعۃ قال صخرۃ قیل وما تحت الصخرۃ قال ملک قیل وما تحت الملک قال حوت معلق طرفاہ بالعرش قیل وما تحت الحوت قال
الہواء والظلمۃ وانقطع العلم انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ماورای ارض سابعہ کا علم منقطع ہی سوا اللہ جل جلالہ کے کوئی نہین
جانتا ہی نہ یہ کہ مابین طبقات کا علم منقطع ہی فاین التعارض واین التخالف **قال البعض** اثر مذکور مخالف ہی
حدیث مرفوع کی جو صحیحین مین مروی ہی عن سعید بن زید قال قال رسول اللہ من اخذ شبرا من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ
من سبع ارضین یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ طبقات باقیہ کو زمین تابع طبقہ علیا ہی اور انکی واسطے احکام جداگانہ نہین
اقول ایک حکم مین تبعیت سے لازم نہین کہ جملہ احکام مین تبعیت ہوجاوے کما ہو ظاہر علی من لہ ادنی فہم علاوہ ازین غایت
کی تطویق ساتون زمین کی ساتہہ روز قیامت ہوگی جیسا کہ الفاظ حدیث اوسپر دلالت کرتی ہی اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری
مین اور ابن حجر مکی نے زواجر مین بتفصیل ذکر کیا ہی پس اگر بالفرض حدیث تبعیت جملہ طبقات تحتانیہ پر دلالت کرتی
ہی تو بہی کچہہ مضر نہین کیونکہ تبعیت قیامت مین ہوگی اور گفتگو احکام دنیا مین ہی **قال البعض** اثر مذکور
معارض ہی حدیث مرفوع کی جسکو حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الارضین بین کل ارض والتی تلیہا مسیرۃ خمسمائۃ عام والثانیۃ سجن الریح والثالثۃ فیہا حجارۃ جہنم والرابعۃ فیہا
کبریت جہنم والذی نفسی بیدہ ان فیہا الاودیۃ من کبریت لو ارسل فیہا الجبال الرواسی لماعت والخامسۃ فیہا حیات
جہنم ان افواہہا کالاودیۃ والسادسۃ فیہا عقارب جہنم ان ادنی عقربۃ منہا کالبغال والسابعۃ فیہا سقر وفیہا ابلیس مصفد
بالحدید فاذا اراد اللہ ان یطلقہ لما یشاء اطلقہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ طبقات تحتانیہ مین سے کسی مین ہوا اور کسی مین سانپ اور کسی
مین بچہو اور کسی مین کبریت اور کسی مین پتہر اور کسی مین جہنم ہی اور اونمین مخلوقات مکلفین کا وجود نہین ہی پس یہ حدیث
کہ مرفوع ہی مرجح ہی اثر ابن عباس سے کہ موقوف ہی **اقول** یہ کلام مخدوش ہی ساتہہ دو وجہ کی **اول** یہ کہ اثر ابن عباس
تصریح طائفہ محدثین معتبرین صحیح الاسناد ہی اور جن لوگون نے اوسپر حکم ضعف کا دیا مثل حلبی وقسطلانی وغیرہ کی اونکو
اشتباہ بسبب شذوذ کی واقع ہوا حالانکہ اسکی سند مین شذوذ مقبول ہی نہ مردود کیونکہ شذوذ جو مخل صحت ہی وہ
عبارت ہی اس سے کہ ایک راوی ثقہ کی روایت مخالف ہو دوسرے ثقات کی روایت کی اور مجرد تفرد راوی ایک ثقہ کا کسی
روایت کے ساتہہ مخل صحت نہین جیسا کہ تفصیل اسکی عنقریب مذکور ہوگی اور رواۃ اس اثر کی ثقات ہین کوئی علت قادحہ
معتبرہ اونمین معلوم نہین ہوتی ہی بخلاف حدیث ابن عمر کی کہ اوسکی رواۃ مین ابو السمح دراج واقع ہی اور وہ مختلف فیہ ہی تہذیب التہذیب
مین ہی قال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ حدیثہ منکر وقال الدارمی عن ابن معین ثقۃ وقال النسائی لیس بالقوی وقال ابو حاتم فی حدیثہ ضعف

قال الدارقطنی تفرد به انتہی اسیوجہ سے محدثین اس حدیث میں مختلف ہوگئے حاکم نے اسکی حق میں تصحیح کیا اور سیوطی نے تخریج احادیث شرح مواقف میں سند حسن تحریر کیا اور حافظ عبدالعظیم منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں اسپر حکم نکارت کا دیا عبارت انکی یہ ہے

... ادراج وتقبلہ عبداللہ بن عیاش وباقی الکلام

متن میں اخرجہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ والحاکم وغیرہ

وتعقبہ الذہبی فقال منکر انتہی بسبب علت ہوا کہ اثر ابن عباس بھی قوی ہے حدیث ابن عمر سے اور موقوف ہونا اثر ابن عباس کا مضر نہیں اسوجہ سے کہ قول صحابی کا ایسی اخبار میں جنمیں اجتہاد کو مداخلت نہیں حکم مرفوع کا رکھتا ہے چنانچہ تفصیل اسکی عنقریب آتی ہے دوسرے یہ کہ حدیث ابن عمر میں کہیں نفی وجود مخلوقات نہیں ہے تاکہ مخالف اثر ابن عباس کے ہووے پس جائز ہے کہ جمیع طبقات تحتانیہ میں مخلوقات وانبیاء بھی ہوں جیسا کہ مفاد اثر مذکور ہے اور ہوا اور سانپ بچھو وغیرہ بھی ہوں جیسا کہ حدیث ابن عمر کا مفاد ہے جیسا کہ زمین میں ہر قسم کی مخلوقات ہیں اور یہی مفاد روایت ابن جریر کا ہے قسطلانی لکھتے ہیں قال ابن جریر حدثنا عمرو بن علی ثنا محمد بن المثنی قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبہ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح انتہی پس درمیان حدیث ابن عمر کی اور حدیث ابن عباس کے ہرگز موافقت ہے تعارض نہیں ہے

قال البعض اثر ابن عباس مجمل ہے کیونکہ شارع نے وجہ تشبیہ سے سکوت کیا بیان نہیں کی اور مجمل جب تک بیان نہ ہو لائق استدلال نہیں

اقول اجمال اصولیین کے نزدیک عبارت ہے خفاء معنی کی اسطرح پر کہ بغیر [illegible] مقصود نہ معلوم ہو بدون استفسار متکلم کے جیسا کہ منار میں ہے اما المجمل فما ازدحمت فیہ المعانی واشتبہ المراد اشتباہا لا یدرک بنفس العبارۃ بل بالرجوع الی الاستفسار ثم الطلب ثم التامل انتہی اور وجود اسکا [illegible] اور اگر مجرد بیان نہ کرنا شارع کا وجہ تشبیہ کو باعث اجمال ہو تو بہت سی تشبیہات جو قرآن وحدیث میں وارد ہیں مجمل ٹھہرینگے وہو خلاف الاجماع قال اللہ تعالی فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا وقال تعالی ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ وقال تعالی اولئک کالانعام بل ہم اضل وقال علیہ الصلوۃ والسلام صلوا کما رأیتمونی اصلی

قال البعض ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تا ایندم کوئی شخص قائل وجود انبیاء کا طبقات تحتانیہ میں نہیں ہوا

اقول بغوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن [illegible] یتنزل الامر بینہن بالوحی من السماء العلیا الی الارض السفلی انتہی اور جلال الدین محلی لکھتے ہیں ومن الارض مثلہن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر بینہن بین السموات والارض ینزل بہ جبریل من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ وحی بوساطت جبریل طبقات تحتانیہ میں بھی جاتی تھی [illegible] معنی ہیں وجود انبیاء کے طبقات تحتانیہ میں کیونکہ جسپر وحی بوساطت ملائکہ کے نازل ہو خواہ نبی ہو خواہ وحی اخبار مستقل وہ نبی ہے اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی کبھی بمعنی الہام کے مستعمل ہوتی ہے اور کبھی بمعنی تفہیم اور تعلیم کے آتی ہے جیسا کہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے پس جائز ہے کہ وحی جو عبارت معالم اور جلالین میں واقع ہے بمعنی الہام کے ہو نہ بمعنی وحی نبوت کے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وحی چند معانی میں مستعمل ہوتی ہے لیکن وحی جو بوساطت ملائکہ کے ہو وہ مقتضی نبوت ہے جیسا کہ زرقانی رسالہ اجوبۃ الائمہ میں لکھتے ہیں قال صاحب فتح الباری انما الاعتبار عند الاشعری ان من جاءہ

الملک عن اللہ بحکم من امر او نہی او علام بما سیاتی فہو نبی انتہی اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی جو عبارت مذکورہ مین واقع ہے
جائز ہے کہ ماول بوحی تدبیر ہو نہ بمعنی وحی حقیقی کے جو مقتضے نبوت ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ تاویل بلا دلیل ہے اور تاویل بلا وجہ
بیہودہ مردود ہے جیسا کہ سیوطی علامہ بحکم عیسی علیہ السلام مین لکھتے ہین قال اہل الاصول التاویل صرف اللفظ عن ظاہرہ لدلیل
قائم یکن دلیل فلا تاویل انتہی اور اگر کوئی کہے کہ حدیث ابن عمرو سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات تحتانیہ مین مخلوقات غیر مکلفین ہین
پس اونپر وحی حقیقی کیونکر جاسکتی ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ حدیث مذکور سے نفی مخلوقات مکلفین نہین نکلتی ہے اور اثر ابن عباس
جو بطرق متعددہ معتبرہ مطولا ومختصرا مروی ہے صریح ہے وجود مکلفین مین پس طبقات تحتانیہ مین وحی حقیقی جانے سے کون
مانع ہے الحاصل ظاہر عبارت لغوی ومحلی مقتضی اسیکو ہے کہ وہ طبقات تحتانیہ مین وجود انبیاء کے قائل ہین اور تاویل خلاف
اصل ہے اور عبارت آکام المرجان سے بہی صاف واضح ہے کہ شبلی بہی قائل اس امر کے ہین کہ طبقات تحتانیہ مین انبیاء ہوے ہین
جیسا کہ عنقریب ذکر آتا ہے **قال البعض** احتمال ہے کہ وجہ تشبیہ اثر ابن عباس مین مشارکت بہی ہو دون مماثلت یعنی
جیسا کہ قسطلانی وسیوطی نے افادہ فرمایا ہے یا بشریت یا تبلیغ احکام یا ہدایت انام وغیر ذلک اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
اقول یہ احتمالات ناشیہ بلا دلیل ہین اور مخدوش ہین جملہ نبی کنبیکم ہو سکتا ہے کہ اس جملہ مین تشبیہ ہے ایک نبی کی اسکے
ہمارے نبی سے نہ تشبیہ بشر کی بس قطع نظر تشبیہ کے یہ ثابت ہوا کہ اون طبقات مین ایک ایک نبی ہے اور وہ مشبہ ہے
ساتھ ہمارے نبی کی پس اگر تشبیہ مجرد بشریت یا مشارکت بہی یا ہدایت وغیرہ مین ہووے نبی کا لفظ لغو بے معنی ہو جائیگا
زیادہ توضیح اسکی یہ ہے کہ نبی کنبیکم سے دو امر ثابت ہین ایک یہ کہ اون طبقات مین ایک ایک شخص موصوف بہ نبوت ہے
دوسرے یہ کہ وہ شخص مشابہ ساتھ ہمارے نبی کے ہے پس وجہ تشبیہ ایسی بیان کرنا چاہیے کہ صفت نبوت کی بحال خود رہے
اور تشبیہ بہی صحیح ہو جاوے اور جو وجوہ کہ قسطلانی وغیرہ نے بیان کی ہین اونمین نبی سے چشم پوشی ہے بیان وجہ تشبیہ مین یا
صفت باطل ہوتی ہے اور بعد ثبوت نبوت مشبہ کی لفظ نبی سے تشبیہ نہو گی مگر ختم نبوت مین اسلیے کہ اگر تشبیہ جملہ صفات
محمدیہ مین کیجاوے مثلیت حقیقیہ ثابت ہوتی ہے وہ خلاف الاجماع ہے اور اگر احتمال اسکا پیدا کیا جائیگا کہ نبی سے مراد مطلق
ہادی ہے تو ایسا ہی احتمال تمام آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ مین جو مثبت نبوت انبیاء طبقہ ہذا ہین ساری ہوگا وہو باطل
الحاصل ظاہر سوق حدیث ابن عباس سے وجود انبیاء طبقات تحتانیہ مین و بتعداد آدم وغیرہ ثابت ہوتا ہے اور بانضمام عبارت
معالم وجلالین آکام المرجان زیادہ تر اسکو تقویت حاصل ہوتی ہے **قال البعض** احتمال وتجویز وجود خاتم منافی مفہوم
نص قطعی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہے اسلیے کہ مفاد جمع محلی بلام استغراق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم خاتم تمام انبیاء کے ہین **اقول** حاشا وکلا یہ احتمال منافی نص مذکور کے نہین ہے کیونکہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ کا
اتحاد زمان یا بعدیت از زمان خاتم الانبیاء ثابت نہین ہے پس ممکن ہے کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ ہمارے خاتم الانبیاء
کے وجود کے پہلے ہوئے ہون اپنی طبقہ کی قصر نبوت کو مکمل کر چکے ہون بعد ازان ہمارے خاتم نے رونق افروز ہو کے ختم نبوت
مطلقہ کیا **قال البعض** عموم رسالت وبعثت واطلاق ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدلول نصوص قطعیہ

قطعیہ کا ہی پس عموم مخصوص مقید ساتھ کسی مان امکان کے ہی یا نہین بر تقدیر اول اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر تقدیر
ثانی احتمال تعدد خواتم کا باطل ہوگا کیونکہ وجود خواتم یا زمانہ آنحضرت مین ہوگا یا بعد اسکے یا قبل اسکے صورت اول و
ثانی صریح باطل ہی اسلیے کہ اس صورت مین وہ منجملہ افراد رسل الیہم کی ہونگی نہ رسول پس خاتم الرسل ہونا کیا اور صورت
ثالث بھی باطل ہی اسواسطے کہ خواتم متقدم ضمن سوقت داخل افراد النبیین ہونگی نہ خاتم **اقول** صورت ثالث کی بطلان
کی کوئی وجہ نہین اور داخل ہونا افراد النبیین مین مضر انکی خاتم ہونیکی نہین اسواسطے کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہی
بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کے اور وجود اسکا جب ہمارے خاتم پر سابق ہوگا تو اسکی خاتمیت اضافیہ مین کچھ فساد نہوگا
قال البعض خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی ہی یا اضافی بر تقدیر ثانی اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر تقدیر اول
وجود دو خاتم حقیقی کا علی سبیل الاجتماع عقلا و نقلا محال ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ لوازم خاتم حقیقی سے سلسلہ نبوت کا بلکہ ہر
سلسلہ منتظمہ کا ایک ہی ہوگا **اقول** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات ہی اور دعوت
آپ کی عام ہی اور خاتم طبقات باقیہ کا خاتم ہونا اضافی ہی دو خاتم حقیقی کے مجتمع ہونیکا کون قائل ہی تفصیل مقام یہ ہی
کہ تعدد خاتم کی چند صورتین ہین ایک خاتم حقیقی علی سبیل الاطلاق کا متعدد ہونا علی سبیل الاجتماع یہ صورت محال ہی
عقلا اور نقلا بھی اسکے استحالہ پر قائم ہین اور کوئی اسکے جواز کا قائل نہین دوسرے
خاتم اضافی کا متعدد ہونا اس صورت کے جواز مین شبہہ نہین تیسرے تعدد خاتم اسطرح کہ ایک اضافی ہو اور ایک حقیقی
یہ صورت بھی جائز ہی بلکہ اس طبقہ مین بھی واقع ہی اسواسطے کہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام خاتم انبیاء بنی اسرائیل
ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم حقیقی جمیع انبیاء ہوئے ہر گاہ یہ امر ممہد ہو چکا اب سمجھنا چاہیے کہ تعدد خواتم
بحسب طبقات سے یہ نہین لازم کہ سب خاتم حقیقی ہون تا اسکو محال کہنیکا عقلا و نقلا فتوی دیا جاوے اور نہ یہ لازم کہ
سب خاتم اضافی ہون تا لازم آوے کہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اضافی ہو وہ ہو باطل بلکہ صورت ثالثہ
محتمل ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات کے ہون اور ہر ہر طبقہ تحتانیہ کے آخر خاتم
تا انبیاء اپنی اپنی طبقہ کے ہون جیسا کہ اس طبقہ مین حضرت عیسی کے نسبت انکے خاتم الانبیاء کہی پس باوجود کہ
اضافی بہ نسبت
خاتم کو کہ جملہ اسکی کسی کلام سے مستفاد ہی باطل کہنا خلاف اسکے علماء ہی اور زیادہ تفصیل اس بحث کے
اس صورت کے متعلق تعدد ...
عنقریب گوش گذار ہوتی ہی **قال البعض** قول ابن عباس کا کسی یہودی سے ماخوذ ہی اسوجہ سے کہ ابن عباس قائل ہین کہ
اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو تمام عالم پر بزرگی دی ہی اور اس قول سے انکی خلاف اس امر کا معلوم
ہوتا ہی **اقول** صحابہ دو قسم کی تہی بعض احبار یہود اور کتب بنی اسرائیل سے اخذ کرتی تہی جیسے عبد اللہ بن عمرو بن العاص
اور بعض اس سے اجتناب کرتی تہی بلکہ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے اخذ کرتی تہی مثل ابو ہریرہ کے جیسا کہ صحیح البخاری
وغیرہ مین مصرح ہی اور مثل ابو الدرداء کے جیسا کہ سیوطی نے اپنی رسالہ بزوغ الہلال فی الخصال الموجبہ للظلال مین تصریح
کی ہی اور مثل عمر و ابن عباس و ابن مسعود وغیرہ جیسا کہ سخاوی نے فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین لکہتی ہین تقدم منع عمر

لعباغن التحدیث بمانی الکتب المتقدمۃ وانما لا تخیر کیف اد الحشاکت باہر ضل القریۃ واصح منہ قول ابن عباس لم یدلود فیہا

لنا بناء قال نذلا حاجۃ بنا الی خبر کتاب ولذا انتہی عن ابن شہاب ابن مسعود وغیرہ من الصحابۃ انتہی اور صحیح بخاری میں بھی موجود ہے کہ بعض

ابن عباس کتب اہل کتاب سے روایت کرنے پر زجر فرماتے تھے حسب عبارت انکی مذکور ہوگی پس احتمال اسکا کہ ابن عباس نے

اس قول کو کسی یہودی سے اخذ کیا باطل ہے اور اس اثر میں تصریح ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی نبی سے یا دادا

کے ساتھ کسی نبی کی ہرگز نہیں مفہوم ہوتی ہے آنکہ یہ حدیث تھا الذا اعتقاد ابن عباس ہے کیونکہ تشبیہ میں مساوات

افلین شرط نہیں ہے اور نہ افضلیت مشبہ بہ تشبیہ سے ثابت ہوتی ہے بس لفظ نبی کنبیکم سے یہ نہیں مستفاد ہے کہ ہر طبقہ میں ایک

ایک نبی مماثل آنحضرت کے یا آپ سے افضل ہے بلکہ اسقدر مفہوم ہوتا ہے کہ ہر طبقہ میں ایک نبی مشابہ آنحضرت کے ہے اور مشابہت

میں اتحاد جمیع صفات کمالیہ میں لازم نہیں پس ہو سکتا ہے کہ ہر طبقہ کا نبی جو خاتم سلسلہ نبوت ہو ساتھ آنحضرت کے

صرف ختم میں تشبیہ دیا گیا ہو اگرچہ دونو ختموں میں تفاوت ہو **قال البعض** کلمہ نبیکم کا ارتداد ہے کیونکہ اس سے معلوم

ہوتا ہے کہ وہ نبی تمہارے ہیں ہمارے نہیں پس ایسا قول ابن عباس نہیں کہہ سکتے بلکہ کسی یہودی کا قول ہوگا **اقول** ان اللہ

یا القریہ صحابہ نے صغیر و کبیر ہی اسقدر بعض اوقات میں کلمہ نبیکم سے یہ کب مفہوم ہوتا ہے کہ وہ نبی ہمارے نہیں جیسے کسی نے کہا

یا اخو زید اس سے یہ کب مستفاد ہوتا ہے کہ وہ فقط زید کا بھائی ہے اور کسی کا بھائی نہیں اور یہ کلمہ محاورہ میں شائع و ذائع تھا

صحیح مسلم میں ابن مسعود سے مروی ہے من سرہ ان یلقی اللہ غدا مسلما فلیحافظ علی ہولاء الصلوات الخمس حیث ینادی بہن فان اللہ

شرع لنبیکم سنن الہدی وانہن من سنن الہدی ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ہذا المتخلف فی بیتہ لترکتم سنۃ نبیکم

ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم اور بھی صحیح مسلم میں حضرت عمر سے مروی ہے قال اما ان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ

یرفع بہذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین اور بھی صحیح مسلم میں ابو حسان سے مروی ہے قال قیل لابن عباس ان ہذا الامر

قد تفشغ بہ الناس ان من طاف بالبیت فقد حل الطواف عمرۃ فقال ابن عباس سنۃ نبیکم وان رغمتم اور صحیح بخاری میں

ابن عباس سے مروی ہے قال یا معشر المسلمین کیف تسئلون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار

باللہ اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں قال من سرہ ان یلقی اللہ آمنا فلیات الصلوات

الخمس حیث ینادی بہن فانہن من سنۃ نبیکم ولا یقل ان لی مصلی فی بیتی فاصلی فیہ فانکم ان فعلتم ذلک ترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم

سنۃ نبیکم لضللتم اور ابن حجر اصابہ فی احوال الصحابہ میں لکھتے ہیں روی اسمعیل السدی عن انس لو بقی ابراہیم ابن رسول اللہ لکان

نبیا ولکن لم یکن لیبقی فان نبیکم آخر الانبیاء پس اگر کلمہ نبیکم ارتداد ہوتا حضرت عمر و ابن مسعود و ابن عباس و معاذ و انس

ایسے ساتھ تکلم نہ فرماتے **قال البعض** اثر ابن عباس میں ذکر موسی کا نہیں ہے اس سے لازم آتی ہے تفضیل مفضول اور اگر

[illegible] اسکا یہودی ہو تو البتہ وجہ ترک ذکر موسی سے یہ ہو سکتی ہے کہ بزعم یہود مماثل موسی کے کوئی نہیں ورنہ یہ کب

ہو سکتا ہے کہ آنحضرت کے مثل موجود ہوں اور مثل موسی کا ایک بھی نہ ہو لیس ثابت ہوا کہ اسکو ابن عباس نے کسی یہودی سے اخذ

کیا **اقول** ابن جریر وغیرہ نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہے قال ابن عباس فی کل ارض مثل ابراہیم نحو ما علی الارض من الخلق

اور ابن حجر نے فتح الباری مین لکہا اسنادہ صحیح اور کہنا علی الارض کا عام ہے نہیں معلوم ہوا کہ مثل موسی بھی اون طبقات مین
ہوگا اور یہی کہ نبیکم یا عیسی کعیسی یا نوح کنوح سے یہ نہین مستفاد ہے کہ ہر طبقہ مین ایک ایک نبی مانند انبیا کے جمیع صفات
کمالیہ مین تہے تا نہ ذکر کرنا ہو بلکہ دلالت کرتی ہے کہ یہ قول یہودی کا ہے بلکہ یہ قید مفہوم ہوتا ہے کہ ہر طبقہ مین ایک نبی مانند
ان انبیا کے تہے اگرچہ مشابہت بعض صفات مین ہو **قال البعض** یہ حدیث ابن عباس مخالف قرآن ہے کیونکہ
حق تعالی ارشاد کرتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور خبر آحاد مخالف قرآن کے باطل ہے **اقول** یہ حدیث اگر ثابت امر
اسکے ہو کہ ہر طبقہ مین ایک ایک نبی آنحضرت کے زمانہ مین صاحب شرع جدید اور نبی مستقل تہا تو البتہ مخالف ہوگی حالانکہ
یہ امر اوس سے مستفاد نہین پس مین جائز ہے کہ واسطہ سلاسل تحتانیہ آنحضرت کے زمانیکی قبل ہوگئے ہون یا آنحضرت کے زمانے مین کی متبع
شریعت محمدیہ کے ہوے ہون کیونکہ بعد آنحضرت کے زمانے مین آنحضرت کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہین بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ
ممتنع ہے چنانچہ ملا علی قاری رسالہ موضوعات مین زیر حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا کے لکہتے ہین ای لو عاش لکان من اتباعہ
کعیسی وخضر والیاس فلا ینا قض قولہ تعالی خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ انتہی اور حافظ ابن حجر اصابہ
فی احوال الصحابہ مین لکہتے ہین استدل بعضہم علی موت الخضر بقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی ابسط ابو حیۃ القول فی ذلک وتعقب
بعیسی فانہ نبی مع انہ ثبت انہ ینزل الی الارض فی آخر الزمان ویحکم بشریعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجب حمل النفی علی انشاء النبوۃ
لکل احد من الناس لا علی نفی وجود نبی کان قد نبی قبل ذلک انتہی **قال البعض** اہل اسلام کا یہ قول ہے کہ طبقات زمین
باہم متصل ہین اور اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات جدا جدا ہین پس یہ اثر باطل ہے **اقول** اتصال طبقات زمین مذہب
علماے ہیئت کا ہے اور وہ مردود ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتی ہین انفصال پر جامع ترمذی مین ابوہریرہ سے
مروی ہے قال کنا جلوسا مع رسول اللہ فمرت سحابۃ فقال اتدرون ما ہذہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ہذہ یسوقہا اللہ الی بلد
لا یعبدونہ ولا یشکرونہ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک موج مکفوف وسقف
محفوظ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک سماء ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ
اعلم قال فوق ذلک سماء بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع سموات قال ہل تدرون ما تحتہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ارض اخری
بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمسمائۃ عام انتہی مختصرا اور ایسا ہی روایت کیا ہے اسحق بن راہویہ بزار و
ابو الشیخ وابن مردویہ وبیہقی نے بھی پس مقتضا ان احادیث صحیحہ کے اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہے کہ ہر طبقہ زمین دوسرے طبقہ سے جدا ہے اور
ہر طبقہ سے دوسرے طبقہ تک پانسو سال کی راہ ہے اور جو بعض اہل اسلام اتصال طبقات کے قائل ہوے ہین انکو یہ حدیثین نہین
پہنچین ورنہ کبہی ایسی بات نہ کہتے پس قول انکا مردود ہے اور صحیح وہی ہے جو احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ فتح الباری وغیرہ مین مصرح
ہے پس قول مردود کو اختیار کر کے ایک حدیث صحیح کو مردود کرنا کمال اتباع نفسانی ہے اور بعض عوام کہتے ہین کہ اگر زمین کے
طبقات جدا جدا ہون اور ایک دوسرے کے نیچے ہووے تو طبقات تحتانیہ مین آفتاب ماہتاب کی روشنی کیونکر پہونچتی
ہوگی اور ہمیشہ وہان تاریکی رہتی ہوگی اور یہ خلاف عقل ہے اسکا جواب یہ ہے کہ علماے امت طبقات کی کیفیت مین مختلف ہین

بعضے کہتے ہیں کہ ہر طبقہ زمین کا کروی ہے اس صورت میں البتہ ارباب طبقات تحتانیہ آسمان و ماہتاب و آفتاب دیکھتے ہوں گے لیکن ہر طبقہ میں حق جلشانہ نے ایک قسم کی روشنی پیدا کر دی ہے کہ اوس سے وہ مستفید ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں زمین کے طبقات کروی نہیں ہیں اس صورت میں اسی ماہتاب و آفتاب وغیرہ کی روشنی ہر طبقہ میں پہنچتی ہے چنانچہ سلیمان جمل حاشیہ تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں فی مشاہدتہم السماء و استمدادہم الضوء قولان احدہما انہم یشاہدون السماء من کل جانب من ارضہم و یستمدون الضیاء منہا قال ابن عادل ہذا قول من جعل الارض مبسوطۃ الثانی انہم لا یشاہدون السماء وان اللہ خلق لہم ضیاء یشاہدونہ قال ابن عادل ہذا قول من جعل الارض کریۃ انتہی **قال البعض** بر تقدیر صحت حدیث ابن عباس کے لازم آتا ہے کہ اس طبقہ میں دو آدم ہوں اسلئے کہ عموم کل ارض شامل اس ارض کو بھی ہے پس چاہیے کہ اس ارض میں ایک آدم مثل آدم ہمارے لیکن لازم باطل ہے پس حدیث مذکور باطل ہے **اقول** مراد کل ارض سے ہر طبقہ زمین کا ہے طبقات تحتانیہ سے اور یہ طبقہ کل ارض سے بدلالت عقل خارج ہے جیسے عموم واللہ علی کل شیء قدیر سے ذات حق جلشانہ کہ شیء میں داخل ہے خارج ہے بدلالت عقل **قال البعض** حدیث مخالف اجماع اہل اسلام کے ہے کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات ہیں **اقول** بلاشک ذات آنحضرت کی ذات افضل المخلوقات ہے لیکن اس حدیث سے کب اوسکے خلاف ثابت ہے تا اوسکا بطلان لازم آوے اسواسطے کہ تشبیہ نبیکم میں جملہ صفات کمالیہ محمدیہ میں نہیں ہے الی ہہنا تم الکلام علی من فرط و افرط باتباع الہوی ذلک مبلغہم من العلم ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ و ہو اعلم بمن اہتدی اب صاحب کشف الالتباس کے شبہات کا جواب دیتا ہوں اور انکی خدشات کو مرتفع کرتا ہوں **قال** اہل العدا من قریب زمان میں ایک فتوی اثبات وجود انبیاء و خواتم ہر طبقہ زمین میں اور نفی شمول دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نسبت اہل طبقات دیگر منسوب بجانب جناب ابو الحسنات **محمد عبد الحی** لکھنوی کو دیکھا گیا اوس سے ثابت ہوا کہ مجیب صاحب نے امور مذکورہ کا دعوی صرف باعتبار اس کے کیا ہے کہ اثر ابن عباس جو تفسیر آیہ کریمہ و من الارض مثلہن بلفظ قال ابن عباس وارد ہے اوسکو محدثین نے صحیح کیا ہے لاجرم بغیر اثر مذکور سے ثابت ہوا کہ جسطرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خاتم الرسل اس طبقہ میں ہیں اسیطرح ہر ایک طبقہ میں ایک ایک خاتم ہے لیکن وہ خاتم مثل اس خاتم کے نہیں ہے **اقول** نسبت کرنا نفی شمول دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نسبت اہل دیگر طبقات طرف جواب فقیر کے افترا بحت ہے کہیں اس میں یہ مضمون نہیں ہے ملخص جواب سابق کا اسیقدر ہے کہ اثر مذکور صحیح ہے اور اوس سے طبقات باقیہ میں سلسلہ اولاد و خواتم کا ہونا ثابت ہے لیکن وہ خواتم مثل ہمارے خاتم کے نہیں ہیں اس سے یہ آنجا ہے کہ ہمارے خاتم کی خاتمیت مختص ساتھ اس طبقہ کے ہے اور چونکہ اثر ابن عباس سے وجود سلاسل نبوت ہر طبقہ میں ثابت ہے اور سلسلہ کے واسطے ایک آخر ضرور ہے بنا علیہ میں نے خواتم کا اطلاق کیا بمعنی خواتم اضافیہ کے نہ بمعنے اسکے کہ بعثت نبویہ ساتھ اسی طبقہ کے خاص ہے اور ہر طبقہ میں ہادی سے آخر الانبیاء کی نبوت مستقلہ ہو کیونکہ یہ امر کسی دلیل سے ثابت نہیں اور راقم اس کا ہرگز قائل نہیں جو میری طرف اس امر کو نسبت کرے وہ مفتری ہے **قال** باخرین میں امر واقع ہے کہ نہ اثر مذکور بقاعدہ اصول حدیث صحیح اور نہ اثبات وجود انبیاء و خواتم ہر طبقہ زمین میں صحیح ہے اور نہ اوسپر بنا اس دعوی کے قائم

ہوسکتی ہے کہ ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں ہو تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اثر مذکور بالفاظ مختلفہ حضرت عبد اللہ بن عباس
سے وارد ہے ایک تو روایت ابن جریر طبری مفسر کی عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض
مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق قال ابن حجر ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح اور لفظ نحو ما علی الارض سے معلوم
ہوتا ہے کہ ہر طبقہ زمین میں پہاڑ اور دریا اور شمس وقمر و دواب وغیرہ موجود ہیں جیسا کہ اس عالم میں ہیں اور یہ حضرت حبیب جو عبارات
بدائع الدہور وغیرہ سے ثابت کرتی ہیں کہ مخلوقات طبقات باقیہ اجنہ وجنات کی صنف سے نہیں ہیں وہ بظاہر مخالف اثر
کے ہے **اقول** عبارت بدائع الدہور وغیرہ میں سکان طبقات باقیہ کا انحصار ان اقوام میں جنکا ذکر کیا ہے نہیں کیا ہے
تا مخالفت ساتھ اس اثر کے لازم آوے **قال** دوسری روایت حاکم اور بیہقی کی ہے اور کہا بیہقی نے اسناد اسکی صحیح ہے
مگر نہایت شاذ ہے پس یہ اثر بقاعدۂ اہل فن حدیث کے قابل احتجاج نہیں بچند وجہ اول یہ کہ حدیث مذکور حسب اقرار
محبیب اور قول بیہقی و ابن حجر و سیوطی کے شاذ ہے اور حدیث شاذ لائق احتجاج نہیں ابن ابی شریف خلاصہ مصطلح
اصول حدیث میں لکھتے ہیں الشاذ ہو ما لیس لہ الا اسناد واحد شذ بہ شیخ ثقۃ او غیر ثقۃ فما کان من غیر ثقۃ فمتروک
وما کان عن ثقۃ فیتوقف فیہ ولا یحتج بہ **اقول** اگر مراد یہ ہے کہ بعض افراد حدیث شاذ کے قابل احتجاج کے نہیں تو صحیح ہے لیکن
مضر نہیں کیونکہ حدیث مذکور بعض ان میں سے نہیں ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ ہر شاذ قابل احتجاج نہیں تو غلط اور مخالف کتب
اصول حدیث کے ہے محدثین تصریح اس امر کی کرتے ہیں کہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود اور تفصیل اسکی جیسا کہ مقدمہ
ابن الصلاح میں صحیح ہے یہ ہے کہ جب کوئی راوی متفرد ہو ساتھ کسی حدیث کے پس اگر روایت اسکی مخالف ہے دوسرے راوی
احفظ اور اوثق کے اس صورت میں وہ شاذ مردود ہوگی اور اگر مخالفت نہو بلکہ مجرد تفرد ہو پس اگر متفرد فی نفسہ حافظ
ثقہ عدل ہو روایت اسکی مقبول اور شاذ صحیح ہوگی اور اگر مرتبہ راوی حسن میں ہو حدیث اسکی شاذ حسن ہوگی اور اگر درجات
رواۃ صحیح و حسن سے بعید ہے اس صورت میں شاذ منکر ہوگی اور حضرت معترض نے جو تعریف شاذ کی اور جو کلام سید ابن ابی شریف سے نقل کیا اسکی کیفیت
یہ ہے کہ یہ تعریف شاذ کی خلیلی سے منقول ہے مگر ارباب تحقیق کے نزدیک مخدوش ہے کیونکہ اس تعریف پر لازم آتا ہے کہ متفردات ثقات کی مقبول
نہوں حالانکہ صحاح ستہ میں بہت افراد ثقات ہیں کہ وہ ائمہ کے مستند ہیں حافظ زین الدین عراقی شرح الفیۃ الحدیث
میں لکھتے ہیں اختلف اہل العلم بالحدیث فی صفۃ الحدیث الشاذ فقال الشافعی لیس الشاذ ان یروی الثقۃ ما لا یروی غیرہ انما
الشاذ ان یروی الثقۃ حدیثا یخالف ما روی الناس وحکی ابو یعلی الخلیلی عن جماعۃ من اہل الحجاز نحو ہذا وقال الحاکم ہو الحدیث
الذی یتفرد بہ ثقۃ من الثقات ولیس لہ اصل متابع لذلک الثقۃ فلم یشترط الحاکم فیہ مخالفۃ الناس وقال ابو یعلی الخلیلی الذی علیہ
حفاظ الحدیث ان الشاذ ما لیس لہ الا اسناد واحد یشذ بذلک شیخ ثقۃ کان او غیر ثقۃ فما کان عن غیر ثقۃ فمتروک لا یقبل وما کان
عن ثقۃ یتوقف فیہ ولا یحتج بہ فلم یشترط الخلیلی فی الشاذ تفرد الثقۃ بل مطلق التفرد ورد ابن الصلاح ما قال الحاکم والخلیلی
بافراد الثقات الصحیحۃ فقال ابن الصلاح اما ما حکم الشافعی علیہ بالشذوذ فلا اشکال فی انہ شاذ غیر مقبول واما ما حکینا
عن غیرہ فیشکل بما یتفرد بہ العدل الضابط الحافظ کحدیث انما الاعمال بالنیات واوضح من ذلک فی ذلک حدیث عبد اللہ بن دینار

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی عن بیع الولاء وعن ہبتہ تفرد بہ عبد اللہ بن دینار وحدیث مالک عن الزہری
عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل مکۃ وعلی راسہ المغفر تفرد بہ مالک عن الزہری فکل ہذہ مخرجۃ فی الصحیحین
مع انہ لیس لہا الا اسناد واحد تفرد بہ الثقۃ وقد قال مسلم للزہری نحو تسعین حرفا یرویہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یشارکہ
فیہا احد باسانید جیاد قال فہذا الذی ذکرناہ وغیرہ من مذاہب ائمۃ الحدیث یبین لک انہ لیس الامر فی ذلک علی الاطلاق
الذی اتی بہ الخلیلی والحاکم بل الامر فی ذلک علی تفصیل نبینہ فنقول اذا انفرد الراوی بشیء نظر فیہ فان کان ما انفرد بہ مخالفا لما رواہ
من ہو اولی منہ بالحفظ لذلک واضبط کان ما انفرد بہ شاذا مردودا وان لم یکن فیہ مخالفۃ لما رواہ غیرہ وانما ہو امر رواہ
ہو ولم یروہ غیرہ فینظر فی ہذا فان کان عدلا حافظا موثوقا باتقانہ وضبطہ قبل ما انفرد بہ ولم یقدح الانفراد فیہ وان لم یکن ممن
یوثق بحفظہ واتقانہ لذلک الذی انفرد بہ کان انفرادہ بہ خارما لہ مزحزحا لہ عن حیز الصحیح ثم ہو بعد ذلک دائر بین مراتب متفاوتۃ
فان کان المنفرد بہ غیر بعید عن درجۃ الحافظ الضابط المقبول تفردہ استحسنا حدیثہ وان کان بعیدا من ذلک رددنا ما انفرد
وکان من قبیل الشاذ المنکر انتہی اور قاضی بدر الدین بن جماعۃ بعد نقل کلام ابن صلاح کے لکھتے ہیں ہذا التفصیل حسن انتہی اور حافظ
اکرم بن عبد الرحمن امعان النظر شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں کہ استقراء موارد استعمالہم المنکر والشاذ یدل علی ان المنکر والشاذ
لا یلزم ان یکون حدیثا مردود الروایۃ انتہی پس ان عبارات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ مطلق شاذ کو مردود کہنا جیسا کہ خلیلی نے
نقل کیا غلط ہے بلکہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود پس اب سمجھنا چاہیے کہ اخیر میں علت شذوذ و تفرد مسلم بن صبیح
ابو الضحی ہے مخالفت ثقات دیگر اور وہ فی نفسہ ثقہ ہے پس حدیث شاذ مقبول ہو گی اور اگر شاذ مردود ہو تو بھی توہینی کا حکم
منکم شذوذ کی حکم صحت کا ندیتا کیونکہ صحت مصطلح اہل حدیث میں سلامت عن العلل والشذوذ شرط ہے کما لا یخفی علی من
طالع المختصرات فضلا عن المطولات **قال** دوم یہ کہ اثر مذکور اگر تفسیر صحابی قرار دیا جاوے تو وہ حکم حدیث موقوف کا
رکھتا ہے اور حدیث موقوف نزدیک اہل فن کے حجت نہیں **اقول** قول صحابی کا ایسے امور میں کہ جن میں راہ اجتہاد کو
مداخلت نہو جیسے اخبار بدء خلق اور قصص انبیاء وغیرہ نزدیک محدثین کے حکم مرفوع میں ہے حافظ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر میں
لکھتے ہیں ومثال المرفوع من القول حکما لا تصریحا ان یقول الصحابی ما لا مجال للاجتہاد فیہ ولا لہ تعلق ببیان لغۃ او شرح غریب کالاخبار عن
الامور الماضیۃ من بدء الخلق واخبار الانبیاء او الآتیۃ کالملاحم والفتن واحوال یوم القیامۃ وانما کان حکمہ الرفع لان اخبارہ بذلک یقتضی
مخبرا لہ ولا مجال للاجتہاد فیہ لا موقف للصحابۃ الا النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور ابن حجر کتاب النکت علی ابن الصلاح میں لکھتے ہیں
ما قالہ الصحابی مما لا مجال للاجتہاد فیہ فحکمہ الرفع کالاخبار عن الامور الماضیۃ من بدء الخلق وقصص الانبیاء وعن الامور الآتیۃ کالملاحم
والفتن وصفۃ الجنۃ والنار والاخبار عن عمل یحصل بہ ثواب مخصوص او عقاب مخصوص انتہی ان عبارات سے واضح ہے کہ جو بعض ہمارے
اہل زمانہ ابن حجر پر کرتے ہیں فقط تفسیر صحابی جو متعلق ساتھ شان نزول کے ہے وہ حکم مرفوع میں ہے نا سمجھی کہ غلط ہے اور اسی طرح حافظ
فی شرح جامع ترمذی میں اور ابو بکر بن العربی فی شرح ترمذی میں اور امام فخر الدین رازی محصول میں اور ابن عبد البر فی شرح
تصریح کی ہے پس بنا علی ہذا اثر ابن عباس جو متعلق ہے ساتھ بدء خلق اور قصص انبیاء کے حکم مرفوع میں ہو گا اور قول ابن عباس کا فی کل ارض

آدم کا آدم الخ یعنیہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سمجھا جاویگا اگر یہ شبہ ہووے کہ قول صحابی کا ما لا یعقل میں حکم
مرفوع میں نہیں ہے بلکہ اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ نہیں کرتا ہے اور ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کرتے تھے پس انکا
قول حکم مرفوع میں نہوگا تو اوسکو یوں دفع کرنا چاہیے کہ یہ قید اگرچہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کی ہے لیکن سخاوی نے شرح الفیہ
میں اوسکو مقدوح کر دیا اور اسکو اختیار کیا کہ قول صحابی ما لا یعقل میں خواہ وہ صحابی آخذ من الاسرائیلیات ہو یا نہو حکم مرفوع
میں ہے عبارت انکی یہ ہے قال ابن العربی فی القبس اذا قال الصحابی قولا لا یقتضیہ القیاس فانہ محمول علی المسند الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ومذہب مالک وابی حنیفۃ انہ کالمسند انتہی وہو الظاہر من احتجاج الشافعی فی الجدید بقول عائشۃ فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین حیث
اعطاہ حکم المرفوع لکونہ مما لا مجال للرای فیہ ومن الادلۃ للاظہر ان ابا ہریرۃ حدث کعب الاحبار بحدیث فقدت امۃ من بنی اسرائیل لا یدری
ما فعلت فقال لہ کعب انت سمعت ہذا من رسول اللہ قال نعم وتکرر ذلک مرارا فقال لہ ابو ہریرۃ افاقرأ التوراۃ اخرجہ البخاری فی بدء الخلق
من صحیحہ قال شیخنا ابن حجر فیہ ان ابا ہریرۃ لم یکن یاخذ عن اہل الکتاب ان الصحابی الذی یکون کذلک اذا اخبر بما لا مجال للرای فیہ یکون
للحدیث حکم الرفع انتہی وہذا یقتضی تقیید الحکم بالرفع بصدورہ عمن لم یاخذ عن اہل الکتاب وقد صرح شیخنا بذلک فی سبیلہ بتفسیر الصحابی
وسبقہ شیخہ لہذا التقیید قلت وفی ذلک نظر فانہ یبعد ان الصحابی المتصف بالاخذ عن اہل الکتاب یسوغ حکایۃ شئی من الاحکام الشرعیۃ التی
لا مجال للرای فیہا مستندا لذلک من غیر عزو مع علمہ بما وقع فیہ من التبدیل والتحریف بحیث سمی عبد اللہ بن عمرو بن العاص صحیفتہ
بالنبویۃ الصادقۃ احترازا من الصحیفۃ الیرموکیۃ وکونہ فی مقام تبلیغ الشرع لعامۃ المحمدیۃ ینفی لشائبۃ من ذلک انتہی اور ایسا ہی شیخ الاسلام ابو یحیی زکریا
الانصاری نے فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی میں اختیار کیا عبارت انکی یہ ہے ما اتی عن صحابی موقوفا علیہ حیث لا یقال من قبل الرای بان
لا یکون للاجتہاد فیہ مجال حکمہ الرفع وان احتمل اخذ الصحابی من اہل الکتاب تحسینا للظن انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ قول صحابی کا
ما لا یعقل میں جب تک تصریح اخذ عن اہل الکتاب کے وارد نہ ہووے حکم مرفوع میں ہے اگرچہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو پس ما نحن فیہ میں قول
ابن عباس حکم میں قول رسول اللہ کے سمجھا جاویگا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ قول اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ کرتا ہو حکم مرفوع میں نہیں
ہے تو بھی کچھ ضرر نہیں کیونکہ ابن عباس اون صحابہ سے ہیں کہ اخذ عن کتب بنی اسرائیل کو بد جانتے تھے اور انسے اخذ نہیں کرتے تھے کما سیاتی تفصیلہ عنقریب
فائدہ بعض ناظرین کہتے ہیں کہ قول ابن عباس کا اثر ہے حدیث نہیں اسواسطے مقبول نہوگا اور نہیں سمجھتے ہیں کہ حدیث اصطلاح محدثین میں
عام ہے قول رسول وفعل صحابی وقول تابعی سے جیسا کہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں لکھتے ہیں وقال الطیبی الحدیث
اعم من ان یکون قول الرسول علیہ الصلوۃ والسلام والصحابی والتابعی وفعلہم وتقریرہم انتہی اور زیادہ تفصیل اسکی بیچ شرح
رسالۃ السید شریف میں جسکا نام ظفر الامانی فی شرح مختصر الجرجانی ہے کی ہے من شاء فلیرجع الیہ **قال** سیوم یہ کہ تنہا تصحیح حاکم کی
اس حدیث میں حجت نہیں چنانچہ بستان المحدثین میں مذکور ہے کہ بسیار از احادیث نزد حاکم بصحت آن رسیدہ وشمول احادیث
صحیحین نگاشتہ وعلماء اجلہ تخطیۂ او کردند لہذا ذہبی گفتہ حلال نیست کسی را کہ بتصحیح حاکم مغرور شود تا وقتیکہ تعقبات و
تلخیصات مرا نہ بیند **اقول** تنہا تصحیح حاکم کا نہ معتبر ہونا اس مقام پر کیا ضرر کریگا اسواسطے کہ بیہقی نے بھی حکم صحت اسناد میں موافقت
حاکم کی ہے اور ذہبی نے خود موافقت حاکم کی کریکے اثر مختصر کو علی شرط البخاری ومسلم اور مطول کو حسن الاسناد کہا جیسا کہ اوس کی تلخیص سے

یعنی ابو البقا محمد بن عبد اللہ بدر الدین شبلی نے آکام المرجان میں نقل کیا اور ارباب کشف کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح صادق ہے جیسا کہ
بحر العلوم شرح مثنوی مولانا رومی میں دفتر اول میں لکھتے ہیں مراد از ارض اللہ واسعہ ارضی است کہ شیخ اکبر در باب ثامن از فتوحات
ذکر کردہ اند و این ارض مخلوق است از قدر بقیہ سمسم از طینی کہ باقی ماندہ از طینی کہ آدم ازان مخلوق شدہ و درین ارض عالمی
پیدا کردہ است اللہ تعالیٰ بر صورتہا و از ابن عباس منقول است کہ در ان مثل این خلق است تا اینکہ مثل ابن عباس ہست شیخ اکبر گفتہ کہ این
روایت صادق است نزد اہل کشف انتہی قال الشیخ یہ کہ قوت اس اثر کی جو اسکی سند میں ہی شذوذ او عدم متابعت سے
دور ہو جاتی ہی اور حدیث شاذ کو منکر بھی جانتے ہیں اقول حدیث منکر مطلقا مردود نہیں ہی بلکہ بعض منکر حسن ہی اور بعض
صحیح اور بعض مردود جیسا کہ مقدمہ ابن الصلاح میں ہی الصواب فیہ التفصیل الذی بیناہ آنفا فی شرح الشاذ انتہی قال
پانچویں یہ کہ صحت اسناد حدیث سے صحت متن حدیث لازم نہیں آتی کیونکہ اکثر ایسی احادیث ہیں کہ اوسکی اسناد صحیح ہیں
اور اوسکے متن میں شذوذ یا علت قادح ہے کہ صحت حدیث سے مانع ہی اور یہ اثر بباعث شذوذ و عدم متابعت کے اسی طرح ہی
اسیواسطے قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہی نعم انہ لا یلزم من صحۃ الاسناد صحۃ المتن کما ہو معروف عند اہل الشان
فقد یصح الاسناد و یکون فی المتن شذوذ او علۃ تقدح فی صحتہ و مثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف و قال فی البدایۃ ہذا محمول
ان صح نقلہ علی ان ابن عباس اخذہ من الاسرائیلیات اور اسیطرح سخاوی نے مقاصد حسنہ میں لکھا ہی حدیث الارضون سبع فی کل ارض
من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم و ابراہیم کابراہیمکم و ہو محمول ان صح نقلہ عن ابن عباس علی انہ اخذ من الاسرائیلیات ای اقاویل
بنی اسرائیل مما ذکر فی التوراۃ و اخذ عن علمائہم و مشائخہم کما فی شرح النخبۃ و ذلک و امثالہ اذا لم یخبر بہ معصوم و لصحیح سندہ
الیہ فہو مردود علی قائلہ لیس لفظ و مثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف اور لفظ ہذا ان صح پر غور فرمائیے اور سمجھیے کہ
سخاوی و قسطلانی و صاحب بدایہ صحت اس حدیث کے قائل نہیں اقول اس مقام پر چند طرح کا کلام ہی اول یہ کہ اگرچہ صحت
اسناد صحت متن کو مستلزم نہیں لیکن حکم صحت اسناد پر حکم صحت متن لازم نہیں مگر جب حافظ معتمد ایک حدیث کو
صحیح الاسناد کہدے اور اوسمیں کوئی علت بیان نہ کرے تو ظاہر اوس سے حکم صحت متن کا ہوتا ہی ابن الصلاح تحریر کرتے ہیں
غیر ان المصنف المعتمد منہم اذا اقتصر علی قولہ انہ صحیح الاسناد و لم یذکر لہ علۃ و لم یقدح فیہ فالظاہر منہ الحکم بانہ صحیح فی نفسہ لان عدم العلۃ
و القادح ہو الاصل انتہی اور حافظ عراقی شرح الفیہ میں بعد نقل اس کلام کے کہتے ہیں قلت کذلک ان اقتصر علی قولہ حسن الاسناد و لم
یعقبہ بضعف فہو ایضا محکوم لہ بالحسن انتہی اور اثر متنازع فیہ میں حاکم نے صحیح الاسناد پر اقتصار کیا اور نقاد فن ابو عبد اللہ
ذہبی نے جنکا اعتماد او حفظ ارباب فن پر مخفی نہیں اور تصحیح حاکم بغیر تطبیق اونکی کلام کے مقبول ہوتی نہیں اسنادہ حسن پر اقتصار فرمایا
پس ظاہر اس سے صحت متن مفہوم ہوئے دوم یہ کہ بیہقی نے بھی اسکو صحیح کیا اور بطور استدراک اسکی شذوذ کو بیان کر دیا جیسا کہ
زرقانی اور سیوطی و ابن حجر وغیرہ اپنی اپنی تصانیف میں نقل کرتے ہیں قال البیہقی اسنادہ صحیح و لکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم لابی
الضحی علیہ متابعا لیکن شذوذ صحت حدیث میں قادح نہیں اسواسطے کہ اس مقام پر شذوذ بمعنی تفرد ثقہ ہی نہ بطور مخالفت
راوی اوثق اور صحت حدیث میں جو شذوذ مخل ہی وہ بمعنی مخالفت اوثق و ارجح ہی جیسا کہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں

تحت قول السخاوی من غیر شذوذ ولا علۃ جو تعریف صحیح میں واقع ہے لکھتے ہیں قیل المراد بالشذوذ ہہنا وقد ذکر فی
نوعہ ثلاثۃ اقوال مخالفۃ الثقۃ لارجح منہ وتفرد الثقۃ مطلقا وتفرد الراوی مطلقا ورد الاخیرین بما ظاہرہ ارادہ ہہنا
الاول انتہی اور سخاوی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں لکھتے ہیں انہم فسروا الشذوذ المشروط نفیہ ہہنا بمخالفۃ الراوی
روایۃ من ہو ارجح منہ عند تعسر الجمع بین الروایتین انتہی پس مجرد شذوذ ہونا ضعف کا کرنا اور تفرد مجرد کو مخل صحت حدیث
گردانا جیسا کہ حلبی نے انسان العیون میں اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں اور زرقانی نے شرح مواہب میں واقع ہوا ہے محدثین
اور مخالف کلام محدثین ہے اسواسطے کہ یہاں محض شذوذ بطریق مخالفت راوی ثقہ کے نہیں ہے بلکہ بطریق مجرد تفرد الراوی ہے جیسا کہ
بیہقی نے خود ہی شذوذ کی توضیح بلفظ لا اعلم لابی الضحی متابعا علیہ کر دی اور قادح صحت حدیث میں شذوذ اول ہے نہ ثانی سوم
یہ کہ حضرت مولوی نے جو عبارت مقاصد سے نقل کی اوسکا کہیں نشان نسخ متداولہ مقاصد میں نہیں ہے ملک تعبیر میں جو نسخہ بطور تبرک
وہاں سے آیا نہایت عمدہ و صحیح ہے مصنف کے روبرو اول سے آخر تک انکے سامنے پڑھا گیا ہے اور اوسپر جا بجا مصنف کا خط موجود ہے اوس
نسخہ میں کہیں اس حدیث کا ذکر بھی نہیں ہے چہ جائے کہ ضعف کا ذکر ہو البتہ نسخہ مملوکہ مولوی محمد عبد القادر صاحب بدایونی ابن مولوی
فضل رسول مرحوم میں اس حدیث کا ذکر ہے چنانچہ انہوں نے بتاریخ ۲۸ شعبان سنہ رواں میں جبکہ شہر میں تشریف
لائے تھے مجھے اپنا نسخہ دکھایا اوسمیں عبارت یہ ہے حدیث الارضون سبع فی کل ارض نبی کنبیکم البیہقی فی بدء الخلق من الاسماء والصفات لہ
من طریق عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی سبع سموات ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم
وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی وفی طریق عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی بلفظ فی کل ارض نحو ابراہیم الخ وکثیر
بعد عزوہ لابن جریر بلفظ فی کل ارض من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم وہو محمول ان صح نقلہ عن ابن عباس علی انہ اخذہ
من الاسرائیلیات وذلک واشالہ اذا لم یخبر بہ ویصح سندہ الی المعصوم فہو مردود علی قائلہ انتہی اور ایک نسخہ مقاصد کا جو بعض
سے لائے اوسمیں بھی عبارت یہی ہے مع زیادتی اس جملہ کے بعد روایت عمرو بن مرۃ کے قال البیہقی اسنادہ صحیح عن ابن عباس ولکنہ شاذ
لا اعلم لابی الضحی متابعا علیہ اور اس عبارت میں کلمہ ان صح کا کلام سخاوی کا نہیں ہے تاکہ اوسکا ضعف ثابت ہو بلکہ کلام
کثیر سے منقول ہے اور اونکی تشکیک اس باب میں معتبر نہیں اسوجہ سے کہ عدم صحت کی کوئی وجہ قابل اعتبار نہیں **قال** حلبی یہ
کہ محققین اہل تفسیر وحدیث کے نزدیک ماخذ اس حدیث کا اسرائیلیات ہے کما قالہ السخاوی وابن کثیر ونقلہ القسطلانی انتہی
اقول مفسرین سے کسی نے یہ احتمال نہیں پیدا کیا مگر ابن کثیر نے اور اونکی امثال نے اور محدثین سے کسی نے بطور خود یہ احتمال
ذکر نہیں کیا بلکہ جسنے ذکر کیا اوسنے بطور نقل کے ابن کثیر سے ذکر کیا اور یہ احتمال محض مردود ہے دو وجہ سے اول یہ کہ جب صحابی جزم
کرکے کسی امر کی ساتھ اور بطور حتم کے کوئی امر ارشاد کرے اوسکو یہ کہنا کہ اہل کتاب سے ماخوذ ہے جرأت کرنا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب جس امر کی تمکو خبر دیں اوسکی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب اور صحابہ اس امر کو خوب سمجھتے تھے پس اگر وہ
کلام اہل کتاب سے ماخوذ ہوتا تو صحابی جزم نہ کرتے سیوطی اتقان فی علوم القرآن میں لکھتے ہیں نقل الصحابہ عن اہل الکتاب بل من
نقل التابعین مع جزم الصحابی بما یقولہ کیف یقال انہ اخذہ عن اہل الکتاب وقد نہوا عن تصدیقہم دوسرے یہ کہ حضرت ابن عباس

کتب اسرائیلیہ سے اخذ کو مستشبہ سمجھتے تھے اور اس سے زجر فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا حاتم بن وردان
قال حدثنا ایوب عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کیف تسألون اہل الکتاب عن کتبہم وعندکم کتاب اللہ اقرب الکتب عہدا باللہ تقرؤنہ
محضا لم یشب حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ ان ابن عباس قال یا معشر المسلمین
کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار باللہ محضا لم یشب وقد حدثکم اللہ ان
اہل الکتاب قد بدلوا من کتب اللہ وغیروا وکتبوا بایدیہم الکتب قالوا ہو من عند اللہ لیشتروا بذلک ثمنا قلیلا اولا ینہاکم ما جاءکم من
العلم عن مسألتہم فلا واللہ ما رأینا رجلا منہم یسألکم عن الذی انزل علیکم پس باوجود اس زجر کے عقل نہیں تجویز کرتی ہے کہ
خود ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کریں قال اس آگے کہتے ہیں کہ برتقدیر قبول و تسلیم ثبوت اس اثر کے اہل علم حدیث نے تاویل اس
اثر کی اسطرح کی ہے کہ ان طبقات میں ہیں مقتدا اور پیشوا ہیں جو باسماء آدم اور ابراہیم و عیسی و محمد مشہور ہیں اور درحقیقت
وہ لوگ رسل رسل یعنی واسطہ پیغمبران ہیں کہ قوم جن کو انبیاء اور رسل کی طرف سے تبلیغ کرتے ہیں چنانچہ قسطلانی نے ارشاد الساری
میں لکھا ہے وعلی تقدیر ثبوتہ یحتمل ان یکون المعنے ثمہ من یقتدی بہ یسمی بہذہ الاسماء وہم رسل الرسل الذین یبلغون الجن عن انبیاء اللہ

اقول مخفی نہ رہے کہ اثر ابن عباس میں علماء کے تین مسلک ہیں **مسلک اول** یہ کہ اثر مذکور سے غرض اثبات عالم مثال کی ہے
جو برزخ ہے درمیان عالم غیب و عالم شہادت کے اور یہی مسلک صوفیہ کا ہے چنانچہ قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی اپنی کتاب الخمیس
فی احوال النفس النفیس میں لکھتے ہیں فی الفتوحات المکیۃ ان اللہ لما خلق آدم الذی ہو اول جسم انسانی تکون وجعلہ اصلا لوجود
الاجسام الانسانیۃ فضلت من خمیر طینتہ فضلۃ فخلق منہا النخلۃ فہی اخت لآدم وہی لنا عمۃ وسماہا الشرع عمتنا وشبہہا
بالانسان ولہا اسرار عجیبۃ دون سائر النبات وفضل من الطینۃ بعد خلق النخلۃ قدر السمسمۃ فی الخفاء فمد اللہ من تلک الفضلۃ
ارضا واسعۃ الفضاء وخلق اللہ من جملۃ عوالمہا عالما علی صورنا اذا ابصرہم العارف یشاہد نفسہ فیہم واشار الی ذلک
عبد اللہ بن عباس فیما روی عنہ فی حدیث ہذہ الکعبۃ بیت واحد من اربعۃ عشر بیتا وان فی کل ارض من السبع الارضین خلقا مثلنا
حتی ان فیہم ابن عباس مثلی وصدقت ہذہ الروایۃ عند اہل الکشف انتہی وفی مصباح الظلام فی ذکر سیر الحکماء الاعلام من ہی علم ان الاحادیث
الدالۃ علی المثال کثیرۃ جدا منہا ما روی عن ابن عباس فی حدیث الکعبۃ انہا بیت واحد من اربعۃ عشر بیتا وان فی کل ارض من الارضین
السبع خلقا مثلنا حتی ان ابن عباس مثلی انتہی دوسرا مسلک تاویل باطنی ہے کہ ہر طبقہ میں ایک ایک مقتدا اور ہادی تھا کہ ایک
نبی اس طبقہ سے احکام کو لیکر اپنی اپنی قوم پر پہونچاتا تھا اور وہ ہادی اس طبقہ کے نبی کے نام کے ساتھ مسمی تھا مثلا حضرت آدم کے عہد میں ایک ایک ہادی
ہر طبقہ میں تھا کہ آدم سے وہ احکام ماخوذ کر کے اپنی طائفہ کو سناتا تھا اور وہ ہادی باسم آدم تھا اور یہی مراد آدم کآدمکم سے ہے وعلی ہذا القیاس
ابراہیم کابراہیمکم و عیسی کعیساکم و نبی کنبیکم اور اس مسلک کو اختیار کیا ہے قسطلانی نے اور سیوطی اور زرقانی نے مگر کسی نے
انکے ساتھ جزم نہیں کیا بلکہ بطور احتمال تحریر کر کے اور عبارت شریف کو بیان کیا چنانچہ قسطلانی نے یحتمل کے لفظ سے
تعبیر کیا اور سیوطی نے بلفظ یمکن ان یأول ذکر کیا علیہ انسان العیون میں لکھتے ہیں قال السیوطی ویمکن ان یأول علی ان
المراد بہم النذر الذین کانوا یبلغون الجن عن انبیاء البشر ولا یبعد ان یسمی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ ہذا کلامہ وفی حج

دون نبینا صلی اللہ علیہ وسلم از روئے روایات ثابت … امر ثالث … طبقات الارض میں بھی سکنہ
تحقیق یہ کہ ہر طبقہ میں وہاں کے ساکنین پر انبیاء مبعوث ہوئے اور … جانب … نزول انبیاء …
کی تعیین … بیان … اور … قاضی جلال الدین سیوطی …
… باب … عشرین … العلماء … انما … الجن … رسول … قال ابن …
حدثنا ابن سعید حدثنا یحیی … حدثنا … سلیمان قال … من الجن … قبل ان یبعث النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اللہ تعالی الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی …
… قال ابن حزم لم یبعث الی الجن نبی من الانس البتۃ قبل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم … کان النبی یبعث الی قومہ …
… فی الارضین … قال الحاکم حدثنا …
حدثنا … ہشام حدثنا علی … حدثنا شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس قال …
… فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذہبی اسنادہ حسن … قال الحاکم
حدثنا عبد اللہ بن الحسن حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی
خلق سبع سماوات ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض نحو ابراہیم قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم … انتہی
انتہی … مسئلہ اول … تعلق بحث عالم مثال … کشف … ثابت …
نبی … لفظ … ذات موصوف بالنبوۃ …
اور … مسلک … کوئی نبی … کسی … تجویز نہیں کیا بلکہ ایک …
کیا … آدم … شبیہ … مجرد شرکت … خلاف معقول …
قال آٹھویں یہ کہ اثر میں بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جملہ عالم کی یعنی جن وانس اہل طبقات …
… فرش … تک جو عالم … بعثت حضرت … نصوص قطعیہ کے حدیث … صحیح لفظ
منصوص … اثر شاذ … **اقول** … معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ
نبوت … ہر طبقہ میں سلسلہ نبوت …
اور چونکہ لا تناہی سلسلہ کا باطل ہے لازم ہے کہ ہر طبقہ میں ایک سلسلہ ہوگا کہ … آدم کے ساتھ تشبیہ کیا گیا اور ایک
آخر سلسلہ ہوگا کہ … خاتم کے ساتھ تشبیہ کیا گیا … طبقات تحتانیہ … ہر طبقہ کے سلسلہ
… آدم … نوح … خاتم الانبیاء … وعلی ہذا القیاس … سلسلہ کے
منتہی ہوگی … زمانہ … سلسلہ کے … مبتدا … منتہی دونوں
… منتہی … احتمالات عقلیہ ہیں اور چونکہ اثر
مذکور … کسی ایک احتمال … ساکت ہے اور … نہیں … ثابت ہے لہذا ہم بھی ساکت رہتے ہیں …

مثل لیکون للعالمین نذیرا و ارسلت الی الخلق کافۃ وغیرہ سے جو صاف عموم بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہیں اور کوئی مخصص
انکا معتد بہ معلوم نہیں ہوتا اس لیے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ عالمین پر مبعوث ہوئے اور یہ بھی نصوص سے مثل حدیث
لو کان موسی حیا لما وسعہ الا اتباعی وغیرہ سے معلوم ہے کہ اگر انبیاء سابقین سے کوئی نبی آنحضرت کا ہمعصر ہوتا تو وہ مطیع آنحضرت کا ہوتا اگرچہ
بنسبت اپنی قوم کے نبی ہوتا اور اسی وجہ سے علماء نے تصریح کی ہے کہ حضرت خضر اور الیاس علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام بتقدیر حیات تابعین
مطیع شریعت محمدیہ ہیں اور حضرت عیسی بھی جب نزول فرماوینگے متبع اس شریعت کے ہونگے اور سیوطی اپنے رسالہ الاعلام فی حکم عیسی علیہ السلام
میں سبکی سے نقل کرکے لکھتے ہیں قال السبکی فی تفسیر ما من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ
ویوصی امتہ بذلک فی ذلک من التنویہ بالنبوۃ و تعظیم قدرہ ما لا یخفی وفیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم فتکون نبوتہ
ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ ویکون قولہ بعثت الی الناس کافۃ
لا یختص بالناس من زمانہ الی یوم القیامۃ بل یتناول الی ان قال السبکی فالنبی صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم نبی الانبیاء ولو اتفق مجیئہ
فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسی وعیسی وجب علیہم وعلی اممہم الایمان بہ ونصرتہ وبذلک اخذ اللہ المیثاق علیہم وانما امرہ لہم متوقف
علی اجتماعہم معہ فلو وجد فی عصرہم لزمہم اتباعہ بلا شک ولہذا یاتی عیسی فی آخر الزمان علی شریعتہ وہو نبی کریم علی حالہ لا ینقص منہ
شیء وکذا لو بعث النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فی زمانہ او فی زمان موسی وابراہیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم
الی اممہم والنبی علیہ الصلوۃ والسلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم فنبوتہ ورسالتہ اعم واشمل واعظم انتہی اور یہ بھی نصوص قطعیہ سے مثل ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین ولا نبی بعدی ولو کان بعدی نبی لکان عمر وغیر ذلک سے ثابت ہے کہ کوئی نبی کسی مقام پر بعد عصر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم کے مبعوث نہیں ہوا اور نہ ہوگا اس سبب سے ہم کہتے ہیں کہ آخر سلاسل یا تینوں صاحب شرع جدید بعد خاتم
الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نہیں ہوسکتا ورنہ خاتمیت باقی نہ رہے گی کیونکہ یا قبل عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے
ہوا ہوگا یا ہمعصر بر تقدیر اول آنحضرت کی خاتم حقیقی ہونے میں کسی طرح کا شبہہ نہیں ہے اور بر تقدیر ثانی احتمال اس امر کا کہ دعوت اسکی
خاص ساتھ اس طبقہ کی ہو اور ختم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مخصوص ساتھ اس طبقہ کی انبیاء کی ہو اور طبقہ تحتانیہ میں ہی انکی ہی
دعوت ہو قائم ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ بعثت محمدیہ تمام مکلفین کو شامل ہے بدون تخصیص کسی ایک کی ہوگا کیونکہ طبقات تحتانیہ کے سکان
جو ہمعصر ہمارے خاتم الانبیاء کے ہونگے وہ مکلف و ممیز تھے یا نہ تھے اگر مکلف نہ تھے تو انکو کسی نبی کی بعثت کی حاجت نہیں اور اگر مکلف
تھے تو ضرور بعثت نبویہ میں داخل ہونگے جیسا کہ لفظ عالمین و خلق کا اقتضا ہے اور تخصیص اسکی ساتھ خلق اوس مکان اور
طبقہ کے اگرچہ فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی کے آخر کی کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ پر ساتھ اس طبقہ کی ہرگز
تخصیص نہیں ہوسکتی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی نے اپنے رسالہ احوال قیامت میں جو مسمی بفتح الرحمن ہے اس امر کی تصریح کی ہے
کہ خاتم الرسل کے بعد نہیں کوئی رسول صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا ہے بلکہ جو مکلف زمانہ نزول شرع محمدی میں ہوگا وہ پابند
اسی شریعت کی ہوگا عبارت انکی یہ ہے ختم ولایت منافی آن نیست کہ باشد در زمان وی ولی دیگر آری می خواہد کہ بعد وی ولی
نباشد چنانکہ فرمودہ اند لایکون بعدہ ولی ونہ فرمودہ اند فلا یکون معہ ولی واما خاتم رسالت این حکم بسبب ...

اند پس در زبان خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ممتنع ست زیراکہ مقتضی ختم رسالت دو چیز ست یکی آنکہ بعد وی
رسول نباشد دوم آنکہ شرع وی عام باشد و ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی اتباع شرع وی بر وی واجب باشد پس
ست و سر آنکہ ہمہ رسل را اخذ شرع مستمد از خاتم رسالت اند بلکہ نائب اند در دعوت بسوی الٰہی کہ فی الحقیقت شرع
خاتم الرسل ست کہ نازل شدہ بعد وی بر رسل آخرین و مستمد را اطاعت ممد ضرورست و چونکہ شرع وی عام باشد پس دیگر
صاحب شرع نباشد بخلاف خاتم الولایت کہ صاحب شرع نیست بلکہ آن ولی کہ خاتم الولایت ست و دیگر ولی تابع شرع
خاتم الرسالت اند انتہی ملخصا پس بر تقدیر اتحاد عصر اس کا اعتقاد کرنا چاہیے کہ وہ آخر سلاسل تحتانیہ ہمارے خاتم کے تبع ہونگے اور انکے سلاسل کو
بہ نسبت رسول و مکمل قصر نبوت ہونگے پس خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر تقدیر حقیقی ہوگا اور دعوت آپکی عام ہوگی اور ختم آخر
سلاسل تحتانیہ اضافی ہوگا بہ نسبت انبیاء اپنے طبقہ کے نہ بہ نسبت جملہ طبقات کے احتمال مقصود ہی نہیں کیونکہ تشبیہ آخر ایک ایک طبقہ کو ساتھ خاتم جملہ طبقات
کے امر ختم میں ہے نہ ختم حقیقی میں در مماثلت معقا ختم کمال میں **قال** اور قول ضحاک کا کہ اللہ نے بھیجا طرف جن کے ایک پیغمبر کو جن میں سے
کہ نام اوسکا یوسف ہے شاذ اور مردود ہے اور نزدیک محققین کے بوجہ مخالفت نص کے غیر مقبول ہے **اقول** نسبت اس قول کے طرف
ضحاک کی غلط ہے بلکہ یہ قول ابن عباس ہے جیسا کہ آکام المرجان میں ہے ذکر اسحق بن بشر فی المبتدأ عن ابن عباس ان الجن کانوا
فیما قبل آدم واسمہ یوسف وان اللہ بعث الیہم رسولا وامرہم بطاعتہ انتہی اور ایک روایت میں ابن عباس سے وارد ہے کہ یہ
ولقد جاءکم یوسف من قبل میں مراد یوسف نبی جن ہے نہ یوسف بن یعقوب جیسا کہ زرقانی لکھتے ہیں قیل بعث اللہ رسولا
واحدا من الجن الیہم اسمہ یوسف ونقل عن ابن عباس انہ المراد فی قولہ تعالی ولقد جاءکم یوسف انتہی اور علمائے محققین نے اس تفسیر کو
شاذ لکھا ہے سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں اشد من ذلک غرابۃ ما حکاہ النقاش والماوردی ان یوسف المذکور فی سورۃ غافر من
الجن بعثہ اللہ رسولا الیہم انتہی اور قول ضحاک کا یہ ہے کہ جن میں بھی انبیاء ہوئے ہیں اور یہی مذہب ابن حزم وغیرہ کا ہے اور ظاہر
قرآن واحادیث بھی اسی مذہب کے موافق ہے اور تاویل جو بعض کرتے ہیں بلا ضرورت واقع ہوتی ہے اور مخالف ہونا قول
ضحاک کا نصوص کے باطل ہے کیونکہ خلاف ضحاک کا قبل عصر خاتم النبیین ہے لیکن عصر خاتم الانبیاء میں ایسے بھی عموم بعثت کے
قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ میں مسطور ہے **قال** از عبارت آکام المرجان سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جن کہ طبقات ہفت زمین
میں متحقق ہے بنا علیہ دعوی مجیب کا کہ مخلوقات طبقات باقیہ کی اس مخلوقات کی صنف سے نہیں اور انبیاء مخلوقات طبقات
باقیہ کی انہیں کی صنف سے ہیں اور انہیں کی جنس سے ہونگے جیسے ہمارے خاتم الانبیاء ہمارے جنس سے درست نہیں کیونکہ بعثت
آنحضرت کی طرف جن کے بنص قطعی و اجماع ثابت ہے **اقول** ممکن ہے کہ آخر انبیاء جن بھی جن ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم بر تقدیر اتحاد عصر اوس پر بھی اور اوسکی قوم پر مبعوث ہوئے پس خاتم ہونا جنس انس سے بر تقدیر وجود جن طبقات باقیہ میں لفظ نبی
کے نکلنے سے مستفاد ہے منافی نص عموم بعثت واجماع کے نہیں ہے **قال** در عجب ہے کہ مجیب صاحب نے اولا ابن عباس سے بحوالہ فتح الباری
نقل کیا کہ لکل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض الخ اور اس سے یہ ثابت ہے کہ طبقہ زمین میں جن یا انس وغیرہ ذوات ہیں
جیسا کہ طبقہ علیا میں ہیں پس یہ امر مجیب کے نزدیک کیونکر ثابت ہوا کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کے صنف سے نہیں **اقول**

مر آدم کا ذکر بھی ثابت ہوا اور ممکن ہے کہ طبقات باقیہ کے کچھ سکان مخالف اس صنف کے ہوں اور کچھ موافق ہم مکان باشندگان طبقہ کے
دونوں اثر میں تعارض نہیں **قال** اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی اور بدائع الدہور
نقل کیا کہ طبقۂ ہفتم زمین مسکن ابلیس اور اوسکی جنود کا ہے حسب موافق نقل مجیب کے ساتواں طبقہ زمین کا مسکن
ابلیس اور اوسکی ذریات اور لشکر کا ٹھہرا تو لامحالہ پیغمبر ہونا آنحضرت کا اور خاتم النبیین ہونا آپکا بہ نسبت سکان
ساتویں طبقہ زمین ثابت ہوا **اقول** کسیطرح سے محل تعجب نہیں اسواسطے کہ درمیان عموم بعثت و ختم حقیقی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اور درمیان ہونے خاتم انبیاء جن کے اون زمین کے جو صنف ہے کسیطرح کی منافات نہیں ہے کما مر ارا
ں اور معلوم ہو کہ مجیب صاحب نے قبل از نقل کلام عرائس ثعلبی بدائع الدہور کو شہاب الدین خفاجی سے نقل کیا کہ ہم اعتقاد
رکھتے ہیں تحقیق زمین سات ہیں جیسا آسمان اور اونمیں باشندگان ہیں اللہ جانتا ہے انکو الغرض نقل مجیب تعیین عدم تعیین جنس
م وادم وغیرہ میں مختلف ہے **اقول** تعیین یا عدم تعیین کا علی سبیل التعیین عوض تھا تا اختلاف نقول سے حصول غرض اثبات
ت حدیث و وجود طبقات و تعدد آدم حسب طبقات تھی اور چونکہ سکان طبقات باقیہ میں عبارات مختلف تھیں بعضے تو
ین پر دلالت کرتی تھیں اور بعضے ابہام اسوجہ سے دونوں قسم کی عبارت تبرعاً نقل کر دی گئی **قال** اور حقیقت حال یہ ہے کہ
یت مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی سے نقل کی زیادہ نزدیک محدثین کے معروف نہیں بلکہ اوسپر آثار وضع نمایاں ہیں اسیواسطے
آلوسی نے اپنی تفسیر میں فرمایا ذکر الثعالبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین واشکالہم واسمائہم اضربنا عن ایرادہا
لعدم الوثوق بمثل تلک الروایات الخ **اقول** اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور حاکم نے روایت کرکے حدیث صحیح کہا لیکن ذہبی
نے اسکا تعقب کرکے اس حدیث کو منکر کہا نہ موضوع اور غرض نقل سے نہیں اس حدیث کے جواب میں کسی امر کا اثبات نہیں تاکہ ضعف
روایت اوسکی قادح ہو بلکہ وجود طبقات کی وجود دلائل اخر ثابت ہے تفصیل اور تکمیل و مثلہ تحصیل بالضعیف اور عبارت جو تفسیر نیشاپوری سے
منقول ہوئی نسخ معتمدہ میں یہ عبارت نہیں ہے بلکہ ذکر النقاش فی تفسیرہ ہے **قال** وہب بن منبہ اہل کتاب سے تھا غالباً
یہ کہانی اسرائیلیات سے اخذ کیا ہو لامحالہ موافق قرارداد علمائے محققین کے قصص تفاسیر اہل کتاب سے ہیں **اقول** وہب کو اہل کتاب
سے اگر کہنا کمال جرأت ہے البتہ وہ کتب متقدمہ سے خوب واقف تھے اور اکثر حکایات و قصص کتب سابقہ سے بیان کرتے تھے لیکن اخذ کرنا
ن کتب متقدمہ سے شی دیگر اور اوسکا اہل کتاب سے ہونا شی دیگر ہے منافات درمیان اوسکے اور ترجیح اون روایت وہب کتب معتمدہ سے ملاحظہ ہوں نووی

تہذیب الاسماء واللغات میں لکھتے ہیں وہب بن منبہ الذماری الابناوی الیمانی تابعی جلیل اشتہر بمعرفۃ الکتب الماضیۃ سمع جابر بن عبد اللہ
وابن عباس وابن عمرو وابا سعید وابا ہریرۃ والنسا اتفقوا علی توثیقہ توفی سنۃ اربع عشرۃ ومائۃ انتہی اور ذہبی نے کتاب العبر باخبار من غبر
میں لکھتے ہیں توفی ابو عبد اللہ وہب بن منبہ الصنعانی الحبر العلامۃ روی عن ابن عباس وجماعۃ وکان شدید العنایۃ بکتب الاولین وقصصہم
وکان اشبہ بکعب الاحبار فی زمانہ انتہی اور مرآۃ الجنان میں لکھتے ہیں فی السنۃ المذکورۃ توفی بصنعاء الیمن وہب بن منبہ الابناوی
حکی عنہ ابن قتیبۃ قال قرأت من کتب اللہ تعالیٰ اثنین وسبعین کتابا وکان لہ اخوۃ منہم ہمام بن منبہ وکان اکبر من وہب وہو معدود فی جملۃ الا
لبس الفجر لباسہ وطلعوا الحق بلوا ورتحوا الا ولا قصارا والابحم اولا والابحم بدعون الی نمار انتہی ملخصا اور بدائع الدہور میں تفسیر کان یفتیا

وہ سب کی ہو وہ اگر سبب اسکے کہ وہ بہت کثرت سے متقدمین اند کرتے تھے اور انہین کثر اہل کتاب نے تولیا تفصیلی ہو تصدیق کر کے ہمکو
تکذیب بھی نہیں چاہیے اور علم تفصیلی کو حق جل شانہ پر محول کرنا چاہیے قال مجیب صاحب نے وجود اوادم و انبیاء و خواتم کا
مین چند دلیل سے ثابت کیا ہی اول اثر ابن عباس جسکو حاکم نے صحیح کہا اور حال اثر مذکور کا معلوم ہو چکا کہ ثبت وجہ سے ثابت
نہین اقول کیفیت سب وجوہ کی منکشف ہو گئی کہ کوئی انمین سے قابل استنا نہین الفضل ان ذکرناہ قال دوسرے
نے فرمایا انما انت منذر و لکل قوم ہاد اور یہ استدلال مجیب صاحب کا جب صحیح اور مسلم ہو کہ عموم بعثت ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ
کے شامل باشندگان ہفت زمین ہو اقول ابقا خود واضح ہو چکا کہ بر تقدیر عموم بعثت نبویہ بھی وجود اوادم و خواتم ممکن ہو قال
قطع نظر اسسے استدلال مجیب صاحب اس آیت سے ناتمام ہی کیونکہ ہاد معنی ہمارا جو آیت مین مذکور ہی مراد اوس سے خاص پیغمبر نہین وہ
مفسرین ہادی معنی نذیر کو عام فرما دیتے ہین کہ پیغمبر ہو یا واسطہ او مبلغ از جانب پیغمبر ہو اقول اس آیت سے کسنے اثبات جا
پر طبقات باقیہ مین کیا ہی تا ایراد وارد ہو کہ مراد ہاد سے مطلق راہ نما ہی نہ خاص پیغمبر عبارت جواب فقیر کی دیکہو بعد ازان …
مناظرہ مین آئے ہین نے اس آیت سے فقط وجود راہ نما ہر طبقہ مین بسبب کہ کوئی مخلوق بنیر ایسے … شانہ کسی نہین …
اور بعد اوسکے عبارت تفسیر جلالین سے کہ دال ہو اوپر جاری وحی الٰہی کے طبقات تحتانیہ مین نقل کر کے وجود انبیا ثابت کیا قال اور تفسیر …
کی یہ ہی کہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے بہی ثابت ہو کہ حضرت جبریل طبقات باقیہ مین بہی وحی لیجاتے تھے لیکن کلام محلی مدلول اوسکی تفسیر …
نہین کو ربع جملہ مفسرین کی تفسیر سے خلاف ہو کسی مفسر نے اونکی موافق تفسیر اس آیت کی نہین لکہی اسیواسطے ملا علی قاری نے حاشیہ
لکہا ہی لم یجد لغیرہ من المفسرین ذکر غایۃ من سلامہ بالوحی و قال فی تفسیرہ المعین انہ الا فضل العلیا التی ہی ہولا وہین سماء السابع
اعلاہا اقول عدم علم کا کہ کسی مفسر نے سوا محلی کے ایسی تفسیر نہین کی تعلت تتبع اور قصور نظر پر دلالت کرتا ہی اور نیا ملا علی کا
اس تفسیر کو کسی مفسر کے کلام مین دلالت اوسکی عدم پر نہین کرتا ہی فان عدم الوجدان لا یدل علی عدم الوجود مرقع
من لم یجد دیکہو محی السنۃ مصنف مصابیح و شرح السنۃ وغیرہ کہ جنکی جلالت قدر مرآۃ وغیرہ مین بشرح و بسط مذکور ہی اپنی تفسیر معالم
مین اس آیت کی تفسیر مثل محلی کے کرتے ہین جیسا کہ سابقا مذکور ہو چکا اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین ایسی ہی تفسیر کی ہی فائدہ مخفی نہ رہے
کہ بعض ارباب عناد نے اپنے جواب مین عبارت جلالین کو جو تفسیر اس آیت مین واقع ہی سیوطی کی طرف منسوب کیا اور یہ غلط ہی …
تفسیر جلالین مجموع دو جلال کی تصنیف ہی سورۂ بقرہ سے تا آخر سورۂ بنی اسرائیل جلال الدین سیوطی کی تصنیف ہی اور سورۂ کہف سے تا آخر
قرآن جلال محلی کی تصنیف ہی جیسا کہ حسن المحاضرہ وغیرہ مین مصرح ہی پس تفسیر اس آیت کی جو سورۂ طلاق مین واقع ہی …
ہی نہ سیوطی کی اعلام ہو چونکہ میری تحریر سابق مین تعدد خواتم کی لفظ واقع ہوئی ہی بعض حضرات نے اوس سے …
کہ مین تعدد خاتم حقیقی و تفضیل نصوص بعثت محمدیہ کا قائل ہون چنانچہ ماہ رمضان ۱۲۹۱ ہجری مین ہمکو مع چند
… مطبع … نے بوساطت حافظ عبد الستار خان صاحب ایک رسالہ بہیجا اور اوسمین الزام تخصیص بعثت …
… درج کیا جسکو اوسی ماہ مین ایک رسالہ اوسکے جواب مین لکہکے اونکی خدمت …
کر دیا اور اوسمین خوب تصریح کر دی کہ مین تعدد خواتم اضافیہ کا موافق ظاہر حدیث کے قائل ہون باد خصوص بعثت …

پہلے آدم کا دکھلائی دینا ثابت ہوا اور ممکن ہی کہ طبقات باقیہ کے کچھ سکان مخالف امر سنت کے ہوں اور کچھ موافق سکان پاس طبقے کے
پس دونوں اثر مین تعارض نہین **قال** اور زیادہ تر تعجب یہ ہی کہ مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی اور بدائع الدہور
سے نقل کیا کہ طبقہ ہفتم زمین مسکن ابلیس لعین اور اوسکی جنود کا ہی حسب موافق نقل مجیب کے ساتوان طبقہ زمین کا مسکن
ابلیس اور اوسکی ذریات اور لشکر کا ٹھہرا تو لامحالہ پیغمبر ہونا آنحضرت کا اور خاتم النبیین ہونا آپکا بنسبت سکان
ساتوین طبقہ زمین ثابت ہوا **اقول** اسطرح سے محل تعجب نہین ہی اسواسطے کہ درمیان عموم بعثت و ختم حقیقی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اور درمیان ہونے خاتم انبیاء جن کے اونہین کی صنف سے اسطرح کی منافات نہین ہی کہ امر ارا
قال اور معلوم ہو کہ مجیب صاحب نے قبل از نقل کلام عرائس ثعلبی و بدائع الدہور کے شہاب الدین خفاجی سے نقل کیا کہ ہم اعتقاد
کرتے ہین تحقیق زمین سات ہین مثل آسمان کے اور اونمین باشندگان ہین اللہ جانتا ہی انکو الغرض نقل مجیب تعین عدم تعین جنس
عوالم و اوادم زمین مین مختلف ہی **اقول** تعین یا عدم تعین کا محل سبیل التعین وعوش تھا اختلاف نقول مضر ہی اصل غرض اثبات
سمت حدیث و وجود طبقات و تعدد اوادم بحسب طبقات تھی اور چونکہ سکان طبقات باقیہ مین عبارات مختلف تھین بعضی تو
تعیین پر دلالت کرتی تھین اور بعضی ابہام پر اسوجہ سے دونون قسم کی عبارت تبرعاً نقل کر دی گئی **قال** اور حقیقت حال یہ ہی کہ
جو حدیث مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی سے نقل کیا وہ نزدیک محدثین کے معروف نہین بلکہ اوسپر آثار وضع نمایان ہین اسواسطے
نیشاپوری نے اپنی تفسیر مین فرمایا ذکر الثعالبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین واشکالہم واسمائہم اعرضنا عن ایرادہا
لعدم الوثوق بمثل تلک الروایات آلخ **اقول** اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور حاکم نے روایت کر کے حدیث صحیح کہا لیکن ذہبی
نے اوسکا تعقب کر کے اس حدیث کو شاذ کہا نہ موضوع اور غرض نقل نیشاپوری سے اس حدیث کا جواب نہین کسی امر کا اثبات نہین تا کہ ضعف
و نکارت اوسکی قادح ہو بلکہ وجود طبقات کی جو بدلائل اخر ثابت ہی تفصیل و تکمیل و مثلہ تحصیل بالعقد ہی اور عبارت جو تفسیر نیشاپوری
سے منقول ہوئی نسخ معتمدہ مین یہ عبارت نہین ہی بلکہ ذکر النقاش فی تفسیرہ ہی **قال** و وہب بن منبہ اہل کتاب سے تھا غالباً
اونسے یہ کہانی اسرائیلیات سے اخذ کیا ہوا موافق قرارداد علمائے محققین کے قصص و تفاسیر اہل کتاب حجت نہین **اقول** وہب کو اہل کتاب
سے شمار کرنا کمال جرأت ہی البتہ وہ کتب متقدمہ سے خوب واقف تھے اور اکثر حکایات و قصص کتب سابقہ سے بیان کرتے تھے لیکن اخذ کرنا
کسی کتب متقدمہ سے شئے دیگر اور اوسکا اہل کتاب سے ہونا شئے دیگر ہی مناقب و مدائح اونکے وہب کتب معتمدہ سے ملاحظہ ہون تذکرہ
تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین وہب بن منبہ التابعی الابناوی الیمانی تابعی جلیل مشہور بمعرفۃ الکتب الماضیۃ سمع جابر بن عبد اللہ
وابن عباس وابن عمرو وابا سعید وابا ہریرۃ والنساء واتفقوا علی توثیقہ توفی سنۃ اربع عشرۃ ومائۃ انتہی اور ذہبی کتاب العبر باخبار من غبر
وقائع سنۃ مین لکھتے ہین منہا توفی بالعبد العبد وہب بن منبہ الصنعانی الحبر العلامۃ روی عن ابن عباس وجماعۃ وکان شدید العنایۃ بکتب الاولین وقصصہم
حیثیت مکان اشبہ بکعب الاحبار فی زمانہ انتہی اور مرآۃ الجنان مین لکھتے ہین فی السنۃ المذکورۃ توفی بصنعاء الیمن وہب بن منبہ الامام
العلامۃ حکی عنہ ابن عیینۃ قال قرأت من کتب اللہ اثنتین وسبعین کتابا وکان لہ اخوۃ منہم ہمام بن منبہ وکان اکبر من وہب وہو معدود من جملۃ الاولیاء
فی تفسیر الماء استوطنوا الیمن باذا ارسلہم انوشروان فصارا اولادہم اولاد اولادہم یدعون الابناء انتہی ملخصاً اور بدائع الدہور مین تفصیل مکان حقیقۃ کا